احمدی نوجوانوں کیلئے
ماہنامہ
خالد
ربوہ

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

مئی ۱۹۹۷ء

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی چوتھی سالانہ علمی ریلی منعقدہ ۱۱ تا ۱۳ اپریل ۱۹۹۷ء

اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ احمدیہ
مقابلہ تقریر معیار خاص میں اول آنے والے خادم مکرم ڈاکٹر فرید احمد صاحب کراچی کو انعام دیتے ہوئے

خداتعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۹۷ء کو محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے چوتھی سالانہ علمی ریلی کا افتتاح فرمایا۔

افتتاحی اجلاس کے موقع پر عہد دہرانے کے مناظر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد 45 شمارہ 7

فہرست مضامین

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد ربوہ

ہجرت 1376 ہش

مئی 1997ء

★★★★

ایڈیٹر:
سید مبشر احمد ایاز

رابطہ آفس: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

قیمت۔/6 روپے ★ سالانہ۔/60 روپے

مینجر: مبارک احمد خالد

پبلشر: مبارک احمد خالد۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

اداریہ

خلافت ـــ ایک نعمت

نعمت تو کوئی بھی ہو اس کی قدر کرنا ضروری ہوا کرتا ہے۔ مثلاً جیسے انسان کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اور پاؤں دیئے۔ یہ بھی تو ایک نعمت ہے۔ اس کا احسان ہے۔ لیکن فرض کریں کہ اگر کسی انسان کا ہاتھ نہ بھی ہو تو گزارہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے جیسے زندگی کیلئے سانس، جسم کے لئے روح یہی جسم لے لیں، اگر سر ہی نہ ہو تو جسم کس کام کا۔ کتنا ڈراؤنا ڈراؤنا اور بھیانک سا جسم لگے گا۔ تو اللہ کا ایک احسان اور بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے انسان کو جسم دیا اور ایک خوبصورت مکمل جسم دیا۔

اس طرح قوموں کی زندگی میں خلافت کو بھی وہی مقام ہے جو انسانی جسم میں روح اور قالب کا یا جسم اور سر کا ہے۔

ہم خوش نصیب ہیں کہ خدا نے ہمیں "خلافت احمدیہ" جیسی نعمت دے کر ایک اتنی بڑی نعمت دی کہ جس کو پانے کیلئے لوگ حسرتیں لیکر قبروں میں اتر گئے۔ قومیں اس کی راہ تکتے گزر گئیں۔ صدیوں سورج اور چاند ستارے غروب ہوتے رہے لیکن اس وجود کو دیکھنے سے محروم جاتے رہے اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہمیں وہ نعمت نصیب ہوئی۔

اب ہمارا فرض ہے کہ ہم جی جان سے اس نعمت کی قدر کریں۔ حفاظت کریں نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے فعل سے، خلافت کے اس چمنستان کو اپنے دل کے خون سے رشک بہار کریں۔

دیکھیں چلتے چلتے میں ایک بات آپ کو بتاتا چلوں جو ایک چھوٹی سی بات ہوگی اس نعمت کے بارے میں۔ خلیفہ وقت کا وجود ہمارے لئے ایسا وجود ہے کہ جیسا ایک چھوٹے سے بچے کیلئے مہربان اور فہیم اور دانا ماں کا وجود۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہم سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ ہمارے لئے جاگ رہا ہوتا ہے۔ اس کو ہمارے دکھوں کا درد ہوتا ہے۔ ایسا درد کہ اور کسی کو کیا ہوگا۔ ہمارا فکر اور ہمارا غم اس کو کھائے جا رہا ہوتا ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اسی تعلق کو ایک بہت ہی خوبصورت نظم میں بیان کیا تھا جس کا ایک شعر یوں تھا۔

قوم احمد جاگ تو بھی، جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

یہ تعلق ہوتا ہے خلیفہ وقت کو اپنی جماعت سے اسی پیار اور محبت کے ایک عجیب سے تعلق کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان فرماتے ہیں:-

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے... تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے"

("برکات خلافت" بحوالہ انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

پھر فرماتے ہیں:-

"مجھے تمہارے لئے ایسا دل دیا گیا ہے جو تمہارے درد تمہاری مصیبت اور تمہاری تکلیف کو تم سے زیادہ محسوس کرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسا انسان دیا ہے جو ہر وقت تمہارے کاموں میں تمہارا ہاتھ بٹانے کیلئے تیار ہے اور بلا کسی اجر اور امید کے صرف خدا کے لئے دن رات تمہاری بہتری اور بھلائی میں صرف کرتا ہے خدا تعالیٰ کے حضور تمہارے لئے عجز اور نیاز سے دعائیں کرتا ہے......."

("جماعت احمدیہ کے فرائض اس کی ذمہ داریاں" بحوالہ انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۴۶۷)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت سے کبھی محروم نہ کرے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

خلافت ایک انعام ـــــ ایک وعدہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورۃ نور: رکوع نمبر ۷ آیت نمبر ۵۶)

(بامحاورہ ترجمہ)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

حدیثِ نبویؐ

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ

(مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۷۳: مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ نمبر ۹۲۸ حدیث نمبر ۹۷۸)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد خلافت علی منہاج النبوہ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

کلام الامام ــــ امام الکلام

حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے بعد خلافت کے جاری ہونے کے بارے میں فرمایا۔

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیا و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شقیں ظہور میں آجائیں۔"

(سبز اشتہار صفحہ ۱۶ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۲)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح اللہ تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی کو ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہوں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں بڑھ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم

بقیہ صفحہ 34 پر

معارف الحدیث

14 از افاضات حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گھر سے باہر نکلنے کی دعا

(مکرم عبد السمیع خان صاحب)

آنحضرت ﷺ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا کرتے تھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا خرج من بیتہ)

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

(ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ما ید عو بہ الرجل اذا خرج من بیتہ)

ایک روایت میں ازل کی بجائے اضل کے الفاظ آتے ہیں۔

ترجمہ:۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ گھر سے باہر نکلتا ہوں۔ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں۔

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں (یا گمراہ کیا جاؤں) یا کوئی لغزش کھاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں جہالت کی کوئی بات کروں یا میرے خلاف جہالت کی جائے۔

تشریح:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان دعاؤں کے معارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"گھر سے باہر جب انسان نکلتا ہے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ امن کی جگہ تو انسان اپنے گھر کو پاتا ہے تو گھر سے باہر نکلنا گویا کئی قسم کے خطرات کو دعوت دینا ہے۔ اس لئے پہلا تصور جو ذہن میں آتا ہے وہ توکل کا ہے۔ کس سہارے سے میں نکل رہا ہوں۔ غیروں سے میرے رابطے ہوں گے۔ گھر کا امن میرے ساتھ ساتھ تو نہیں چل سکتا۔ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے پہلے اللہ کا خیال آتا تھا کہ اللہ کے توکل پر جا رہا ہوں۔ وہ تو ہر جگہ میرے ساتھ ہے۔ گھر تو ساتھ نہیں چل سکتا مگر اللہ تو ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوہ کوئی "حول" نہیں اور کوئی "قوۃ" نہیں الا باللہ۔ "حول" کہتے ہیں خطرات سے بچانے کی قوت کو یعنی اللہ کے حوالے سے جب حول کہا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ ہر قسم کے خطرے سے بچانے کی قوت اللہ کے پاس ہے۔ لاقوۃ "قوۃ" مثبت معنوں میں کہ ہر چیز کے عطاء کرنے کی طاقت بھی اللہ کو نصیب ہے۔ پس کسی شر سے ہم بچ نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔ کسی خیر کو ہم پا نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔

اللھم انی اعوذبک من ان اضل یہ کہنے کے بعد جب ایک ہی پناہ گاہ ہے ہر چیز سے وہی پناہ کی جگہ ہے تو عرض کرتے ہیں کہ اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے ان اضل او اضل کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں۔ کئی قسم کے ٹھوکر کے مقامات راستے میں آتے ہیں۔ انسان کو کئی قسم کے ایسے فتنے درپیش

ہوتے ہیں جن میں دل پھسل جاتے ہیں۔ انسان گناہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور پھر کئی قسم کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور پھر باہر نکل کر رستہ ڈھونڈنے کا مضمون تو ایک طبعی مضمون ہے جو ذہن میں آنا چاہئے۔

حقیقت میں حضرت محمد ﷺ کا کلام کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ یعنی ایک ہی لفظ میں دونوں باتیں اور برمحل ان باتوں کا بیان ہے۔ باہر نکلتے ہیں تو ہم رستہ بھی بھول سکتے ہیں۔ مسافر کہیں سے بھٹک کر کہیں اور چلے جائیں۔ بعض دفعہ گھر کا راستہ بھی نہیں ملتا۔ فرمایا اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ رستہ بھول جاؤں یا بھلادیا جاؤں لیکن یہاں اول طور پر پیش نظر دین کا رستہ ہے اور دین کی باتیں ہیں کہ میں تیری راہ بھول جاؤں یا مجھے تیری راہ سے بھٹکا دیا جائے یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کسی پر جہالت کروں یا مجھ پر کوئی جہالت کی جائے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ جنوری ۹۷ء ۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۱ فروری ۱۹۹۴ء)

اعلان ولادت

مکرم عبدالسمیع خان صاحب استاذ جامعہ احمدیہ و مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے 22 اپریل 1997ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بچی کا نام ''تنزیلہ سمیع'' عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم عبدالرشید خان صاحب دارالعلوم وسطی کی پوتی اور مکرم چوہدری رشید احمد صاحب دارالبرکات کی نواسی ہے۔ احباب سے بچی کے باعمر اور خادمہ دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

واقفین نو کو تقویٰ کے زیور سے سجائیں

...... ان کا زیور کیا ہے وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے اس لئے سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجے میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جارہا ہو۔

اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر دیں کہ پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کی بجائے براہ راست خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء: مرسلہ: وکالت وقف نو)

روشن ستارے

جعفر طیارؓ — ذوالجناحین

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ

(مقالہ نگار: مکرم حافظ مظفر احمد صاحب)

خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ حضرت جعفرؓ رسول کریم ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت علیؓ کے برادر حقیقی اور عمر میں ان سے دس سال بڑے تھے۔ مگر حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ کی تربیت کی برکت اور خود اپنی فطری سعادت کے طفیل قبول اسلام میں اولیت عطا ہوئی۔

حضرت جعفرؓ کے اسلام میں داخل ہونیکی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محو عبادت تھے۔ حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ عبادت میں شریک تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالبؓ اپنے بیٹے جعفر کے ساتھ تشریف لائے اور اپنے بیٹے علیؓ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصروف عبادت دیکھ کر جعفر سے بھی فرمایا کہ تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ عبادت میں شریک ہو جاؤ۔ حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے دائیں جانب تھے۔ جعفر نے بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور یوں یہ دونوں بھائی اسلام کے ابتدائی کمزوری کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے مضبوط دست و بازو بن گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہت تقویت پہنچی اور آپ بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت جعفرؓ کو یہ خوشخبری سنائی کہ جس طرح آپ نے آج اپنے اس بھائی کے پہلو اور ہاتھ مضبوط کئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی جزا کے طور پر آپ کو جنت میں روحانی پرواز کیلئے دو پر عطا فرمائیگا۔ تب سے حضرت جعفر "طیار" اور ذوالجناحین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال: مع مشکوۃ: صفحہ ۵۸۹ از: علامہ محمد عبداللہ خطیب بغدادی: مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی)

یعنی دونوں پروں کے ساتھ پرواز کرنیوالے روحانی پرندے۔

حضرت جعفرؓ کیلئے رسول اللہ ﷺ کی اس خوشخبری میں دراصل اس روحانی مقام کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا تھا جو آئندہ شہادت کے بلند مرتبہ سے آپ کو حاصل ہونیوالا تھا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز دیکھا ہے۔ (ترمذی ابواب المناقب)

حضرت جعفرؓ اپنی بعض منفرد خصوصیات کے لحاظ سے یگانہ روزگار تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بہت ہی پیاروں حضرت زیدؓ، حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ (کہ حضور کے کمال لطف و کرم کی بدولت ہر ایک ان میں سے اپنے آپ کو حضورؐ کی محبتوں کا مورد اور زیادہ پیارا جانتا تھا) میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ حضورؐ کو زیادہ پیار کس سے ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے کمال شفقت سے سب پیاروں سے ہی دلداری فرمائی کہ سب ہی آپ کو محبوب تھے۔ مگر حضرت جعفرؓ سے جو فرمایا اسے سن کر بے محابا حضرت جعفرؓ پر پیار آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"اے جعفر تو تو خلق و خلق اور صورت و سیرت میں میرے سب سے زیادہ مشابہ اور قریب ہے"

(مسند احمد بن حنبل: جلد ۵: صفحہ ۲۰۴: مطبوعہ مصر)

بلاشبہ یہ ارشاد رسولؐ حضرت جعفرؓ کیلئے دین و دنیا میں کامیابی کے سرٹیفکیٹ سے کم نہیں۔ حضرت جعفر نے ابتدائی زمانہ میں قبول اسلام کی سعادت پائی تھی۔ مسلمانوں کیلئے مکہ میں حالات ناموافق تھے

ان کو مصائب و الام کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ حضرت جعفرؓ نے بھی دیگر مسلمان مہاجرین کے ساتھ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کا فیصلہ کیا اس سفر ہجرت میں آپ کی عظیم الشان قائدانہ صلاحیتیں ظاہر ہوئیں اور آپ نے شاہ حبشہ کے شاہی دربار میں اسلامی وفد کی نمائندگی کا حق خوب ادا کیا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب ہم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور شاہ حبشہ نجاشی کی پناہ حاصل کی تو یہ بہت خیر و برکت کی پناہ ثابت ہوئی۔ ہمیں مکمل مذہبی آزادی نصیب تھی اور ہم بلا روک ٹوک عبادت کرتے تھے۔ کسی قسم کی ناپسندیدہ زبانی یا جسمانی ایذا رسانی کا سوال تک نہیں تھا جب قریش کو اس صورتحال کا علم ہوا تو انہوں نے دو معتبر قریشی سرداروں عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو سفیر بنا کر مکہ کی عمدہ چیزوں کے تحائف کے ساتھ حبشہ بھجوایا۔ اس زمانہ میں اھل حبشہ مکے سے چمڑا منگوایا کرتے تھے چنانچہ مکہ والوں نے چمڑے کی کئی مصنوعات حاصل کر کے حبشہ کے تمام بڑے بڑے سرداروں اور جرنیلوں کیلئے تحائف بھجوائے اور اپنے سفراء کو ہدایت کی کہ نجاشی سے ملاقات سے پہلے ہر بڑے سردار اور جرنیل کو یہ تحائف پیش کر کے انہیں بتائیں کہ ہمارے کچھ ناسمجھ نوجوان اپنا دین چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر چکے ہیں اور تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے اور ایک بالکل نئے دین کے ساتھ جسے نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ۔ یہ لوگ آپ کے ملک میں آکر پناہ گزیں ہو گئے ہیں اور ہم جو اپنی قوم کے فہمیدہ اور دانا سردار ہیں، شاہ حبشہ سے ملاقات کر کے انہیں واپس لے جانے کیلئے گزارش کرنا چاہتے ہیں اس لئے جب بادشاہ آپ لوگوں سے مشورہ کرے تو آپ لوگ بھی اس کی خدمت میں یہی درخواست کریں کہ وہ ان کا موقف سنے بغیر ہمارے سپرد کر دے۔ کیونکہ ہم لوگ ان کے عیوب و نقائص کو خوب جانتے ہیں۔ ان جرنیلوں نے بالاتفاق ان سفیروں سے یہی کہا کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔ پھر انہوں نے شاہ نجاشی کو تحائف پیش کئے اور اپنا موقف پیش کر کے یہ کہا کہ یہ ناسمجھ نوجوان ہمارے عزیز و اقارب میں سے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم انہیں مناسب سرزنش کر سکیں اور ان سفیروں کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ کسی طرح نجاشی سے مسلمانوں کی بات سنے بغیر یہ فیصلہ کروالیا جائے۔ بادشاہ نے جب اپنے جرنیلوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ اہل مکہ کے یہ سفیر سچ کہتے ہیں۔ یہ واقعی عقلمند اور صاحب بصیرت لوگ ہیں اور ان نوجوانوں کے نقص و عیب کو خوب جانتے ہیں۔ پس انہیں ان کے ملک میں واپس لوٹا دینا چاہئے۔ منصف مزاج شاہ نجاشی اس پر سخت غضبناک ہوا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم! ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو گا کہ وہ لوگ جو میرے ملک میں آکر میرے پاس پناہ گزیں ہوئے اور خاص میری پناہ حاصل کرنے کیلئے آئے۔ میں ان کی بات سنے بغیر کیسے انہیں ان کے حوالے کر دوں۔ چنانچہ مسلمانوں کو بلایا گیا۔ مسلمان سخت مضطرب اور پریشان تھے کہ نہ جانے ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ مگر خدا تعالیٰ پر کامل توکل کرتے وہ شاہی دربار میں پیش ہوئے۔ نجاشی کے درباری پادری اپنے صحائف کے ساتھ موجود تھے۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے اپنی قوم کا دین بھی چھوڑ دیا اور نہ ہی پہلی کسی امت کا دین اختیار کیا نہ ہمارا دین۔ اس موقع پر بادشاہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف سے ان کی نمائندگی کا حق حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے خوب ادا کیا۔ انہوں نے اس موقع پر نہایت مدلل اور عمدہ اور خوبصورت تقریر کی اور کہا کہ اے بادشاہ! ہم ایک جاھل قوم تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے اور مردار کھاتے تھے۔ بدکاری اور رشتہ داروں سے بدسلوکی ہمارا معمول تھا۔ ہم میں سے طاقتور کمزور کو دبا لیتا تھا۔ اس حال میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک رسول ہماری طرف مبعوث فرمایا جس کی خاندانی شرافت اور صدق و امانت اور پاکدامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ اس نے ہمیں خدا کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا اور یہ تعلیم دی کہ اس کے ساتھ ہم کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہی پتھروں اور بتوں کی پرستش کریں اور اس نے ہمیں صدق و امانت، صلہ رحمی، پڑوسیوں سے حسن سلوک اور کشت و خون سے بچنے کی تعلیم دی اور بے حیائیوں اور جھوٹ اور یتیم کا مال کھانے اور پاکدامنوں پر الزام لگانے سے منع کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور ہمیں نماز روزہ اور زکوۃ کی تعلیم دی۔ اس طرح حضرت جعفرؓ نے نجاشی کے سامنے اسلامی تعلیم کا خلاصہ نہایت عمدہ اور خوبصورت رنگ میں پیش کیا اور کہا کہ ہم اس نبی پر ایمان لائے ہیں اور اس کی تصدیق کی ہے اور اس کی تعلیم کو مانا اور قبول کیا ہے اور ہم خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں اور

جن چیزوں سے اس نے روکا اس سے رکتے ہیں اور جو چیزیں اس نے ہمارے لئے جائز قرار دی ہیں ان کو جائز سمجھتے ہیں۔ بس ہمارا یہی جرم ہے جس کی بناء پر ہماری قوم نے ہم پر زیادتیاں کیں اور ہمیں سخت اذیتوں اور تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہمارے دین سے برگشتہ کرنا چاہا تاکہ ہم خدائے واحد کی عبادت کی بجائے بتوں کی پوجا کریں اور حسب سابق گندی اور ناپاک چیزوں کو حلال جانیں۔ جب ان کے ظلم اور زیادتیاں انتہاء کو پہنچ گئیں انہوں نے ہمیں اپنے دین پر آزادی سے عمل کرنے سے روک دیا تو ہم اپنا وطن چھوڑ کر آپ کے ملک میں پناہ لینے چلے آئے اور ہم نے آپ کے عدل و انصاف کی وجہ سے کسی اور کی بجائے آپ کو چنا اور آپ کی پناہ حاصل کرنے کی امید پر چلے آئے۔ اے بادشاہ! ہمیں پوری امید ہے کہ تیرے ملک میں ہم پر کوئی ظلم یا زیادتی روا نہیں رکھی جائے گی۔ نجاشی حضرت جعفرؓ کی اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کلام لیکر آیا ہے اس میں سے کچھ تمہارے پاس موجود ہے؟ حضرت جعفرؓ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ اچھا مجھے اس میں سے کچھ کلام پڑھ کر سناؤ۔ حضرت جعفرؓ کی ذہانت و فطانت پر رشک آتا ہے کہ انہوں نے فوری طور پر عین موقع کے محل اور مناسبت سے سورۃ مریم کی آیات کی تلاوت ایسی دلاویزی اور خوش الحانی سے کی کہ خدا ترس نجاشی بے اختیار رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور ساری محفل پر قرآن شریف کے اس پاکیزہ اور برحق کلام کا ایسا اثر ہوا کہ درباری پادری بھی رونے لگے یہاں تک کہ ان کے صحیفے ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ نجاشی یہ کلام الٰہی سن کر بے اختیار یہ کہہ اٹھا کہ خدا کی قسم ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام اور موسیٰ کا کلام ایک ہی منبع اور سرچشمہ سے پھوٹے ہیں۔ پھر وہ منصف مزاج بادشاہ یوں گویا ہوا کہ اے مکہ کے سفیرو! تم واپس لوٹ جاؤ۔ خدا کی قسم میں ان لوگوں کو ہرگز تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔

مکہ کے ان سفراء نے مزید مشورے کئے اور کہا کہ وہ بادشاہ کے سامنے ان کے خراب عقائد اور عیوب بیان کر کے اس نیک اثر کو زائل کر کے ہی دم لیں گے اور اسے بتائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ عیسائیوں کے اعتقاد کے برخلاف محض ایک انسان مانتے اور اس کی تنقیص اور توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگلے روز انہوں نے بادشاہ کے سامنے یہ موقف رکھا تو بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلوا بھیجا۔ مسلمانوں کیلئے بلاشبہ یہ سخت پریشانی کی بات تھی۔ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ اس نئی مصیبت سے ہم بہت فکر مند ہوئے کہ ایسی مصیبت سے اس سے پہلے واسطہ نہ پڑا تھا۔ تب مسلمانوں نے باہم اکٹھے ہو کر مشورے کئے اور کہا کہ اگر بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے بارہ میں دریافت کیا تو ہم وہی بیان کریں گے جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ چنانچہ جب بادشاہ نے سوال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ تو حضرت جعفرؓ نے کہا کہ اس بارہ میں ہمارے نبی پر یہ کلام اترا ہے کہ عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول روح اللہ اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے کنواری مریم کو عطا فرمایا۔ اس پر نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور وہاں سے ایک تنکا اٹھا کر کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ کا مقام اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں جو آپ نے بیان کیا ہے۔ اس پر اس کے سردار اور جرنیل بڑبڑائے۔ مگر نجاشی نے کمال جلالت اور شان کے ساتھ یہ عادلانہ فیصلہ صادر فرمایا کہ جاؤ اے مسلمانو! تمہیں میری سرزمین میں مکمل امان ہے اگر تمہیں کوئی برا بھلا کہے گا تو اسے سزا دی جائیگی۔ مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ مال و دولت کے عوض میں تم میں سے کسی کو تکلیف پہنچاؤں۔ پھر نجاشی نے حکم دیا کہ عرب سفرا کے تحائف واپس لوٹا دیئے جائیں۔ ان کی ہمیں کوئی حاجت نہیں۔ خدا کی قسم جب اللہ نے میرا ملک مجھے عطا فرمایا تو اس نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی جو میں عدل و انصاف کے قیام کیلئے رشوت لوں۔ الغرض یوں حضرت جعفرؓ نے ایک زمانہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ اپنے ملک و وطن اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور حبشہ کی سرزمین میں گزارا۔ پھر جب حالات سازگار ہوئے تو حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور فتح خیبر کے موقع پر مسلمان مہاجرین حبشہ کا قافلہ حضرت جعفرؓ کے ساتھ واپس آیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفرؓ کی آمد پر آپؐ نے خود آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور وفور محبت سے ان کی پیشانی چوم لی اور فرمانے لگے کہ آج میں اتنا خوش ہوں کہ نہیں کہہ سکتا کہ فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفرؓ کی ملاقات کی خوشی غالب ہے۔

(طبقات ابن سعد: جلد ۴: صفحہ ۱۲۳)

مدینہ آنے پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل انصاری سے ان کی مواخات قائم فرمائی اور جہاندیدہ گرم و سرد چشیدہ حضرت جعفرؓ رسول اللہ ﷺ کے مشیروں اور وزیروں میں شامل ہو گئے۔ حضرت علیؓ بیان فرماتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو کچھ معزز ساتھی عطا فرماتا ہے اور مجھے ۱۴ ایسے ساتھی عطا ہوئے ان میں آپؐ نے حضرت جعفرؓ کا نام بھی لیا کہ وہ بھی میرے معزز وزراء میں شامل ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل: جلد ۱: صفحہ ۱۴۸: مطبوعہ مصر)

مگر الٰہی تقدیر میں حضرت جعفرؓ کیلئے اس سے بھی بڑا مقام یعنی شہادت کا مرتبہ مقدر تھا۔ حبشہ سے واپسی کو ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ رومی سرحدوں پر موجود غسانی ریاست کے سردار شرجیل بن عمرو نے مسلمان سفیر کو جو شاہ بصریٰ کی طرف رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لیکر جا رہے تھے قتل کروا دیا یہ مسلمانوں کے ساتھ کھلا اعلان جنگ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اسلامی لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ تین ہزار سپاہ کا لشکر تیار ہوا تو اب اس کے امیر کے تقرر کا سوال تھا۔ اس لشکر میں بزرگ صحابی حضرت عبداللہؓ بن رواحہ انصاری مشہور جنگی کمانڈر حضرت خالد بن ولیدؓ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے عم زاد اور مشیر خاص حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی شامل تھے جو شاہ حبشہ کے دربار میں بھی اسلامی وفد کی شاندار قیادت کر چکے تھے اور خاندانی وجاہت بھی رکھتے تھے۔

مگر رسول کریم ﷺ جہاں ان کی اعلیٰ روحانی قدروں کو مزید صیقل فرمانا چاہتے تھے وہاں خواص و عوام کو شرف انسانی کا عملی سبق دینے کیلئے کئی اور حکمتوں کے پیش نظر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کو اس لشکر کا سالار اول مقرر فرمایا اور حضرت جعفرؓ کو نائب امیر مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ زیدؓ بن حارثہ کی شہادت کی صورت میں حضرت جعفر قائد لشکر ہوں گے اور ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ علم امارت سنبھالیں گے۔ حضرت جعفرؓ نے کمال اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے اس فیصلہ پر سر تسلیم خم تو کرنا ہی تھا صرف اتنا عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے اپنے اوپر زید کے امیر بنائے جانے کا ہرگز خیال نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا خدا کے نام کے ساتھ روانہ ہو جاؤ تمہیں کیا معلوم کہ بہتر کیا ہے؟۔

(مسند احمد بن حنبل: جلد ۵: صفحہ ۲۲۹)

لشکر روانہ ہوا اور موتہ کے مقام پر ایک لاکھ رومی فوج سے سخت مقابلہ ہوا جس میں تینوں اسلامی سالار یکے بعد دیگر شہید ہوئے اور بالآخر حضرت خالد بن ولیدؓ نے قیادت سنبھالی عین اس روز اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اس لشکر کے سارے احوال کی اطلاع فرما دی۔ (بخاری کتاب المغازی)

آپؐ نے اہل مدینہ کو اکٹھا کرنے کیلئے منادی کروائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ ارشاد فرمایا:۔

آپؐ نے اس کشفی نظارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس میں آپ کو غزوہ موتہ کا سارا نظارہ کرایا گیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ ایک بہت تکلیف دہ خبر آئی ہے کیا میں تمہیں اس غزوہ پر جانے والے تمہارے لشکر کے بارہ میں خبر دوں؟ ان مجاہدین نے میدان جنگ میں دشمن سے خوب مقابلہ کیا اور سب سے پہلے امیر لشکر حضرت زیدؓ شہید ہو گئے۔ آپ سب ان کی بخشش کی دعا کرو۔ اس پر صحابہ نے ان کی بخشش کی دعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر علم لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب نے سنبھالا اور دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسی طرح بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ میں ان کی عظیم الشان شہادت کا گواہ ہوں۔ پس ان کی بھی بخشش کی دعا کرو۔ تب تمام اصحاب رسولؐ نے حضرت جعفرؓ کی بخشش کی بھی دعا کی۔

(مسند احمد بن حنبل: جلد ۵: صفحہ ۲۲۹: مطبوعہ مصر)

غزوہ موتہ میں اسلامی لشکر اور امرائے لشکر کی شہادت سے جو حالات ظاہر ہوئے اس سے ہمارے آقا و مولا کے فیصلہ کی حکمت بھی کھل جاتی ہیں۔ اس جنگ کیلئے پہلی مرتبہ آپ نے بالترتیب تین امراء کا تقرر فرمایا بعد میں غزوہ موتہ سے واپس لوٹنے والے مجاہدین کی بیان کردہ تفاصیل سے بھی رسول اللہ ﷺ کی ان پیشگی بیان فرمودہ خبروں کی تائید و تصدیق ہوئی۔ چنانچہ قبیلہ بنی مرہ بن عوف کے ایک شخص عباد کے والد عبداللہ غزوہ موتہ میں شامل تھے۔ وہ حضرت جعفر کے لمحات شہادت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت جعفرؓ کی بہادری کا وہ نظارہ اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے جب وہ گہری سرخ رنگ کی گھوڑی سے چھلانگ

اگر نیچے اترے اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر کے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور پھر واپس نہیں ہوئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اس غزوہ میں شریک تھے ان کے بیان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت جعفرؓ نے کس بے جگری سے داد شجاعت دیتے ہوئے عظیم الشان شہادت پائی وہ فرماتے ہیں جنگ کے بعد میدان موتہ میں ہم نے اپنے امیر حضرت جعفرؓ کی نعش تلاش کی تو دیگر شہدا میں ان کو اس حال میں پایا کہ ان کے جسم میں تلواروں اور نیزوں کے ستر سے بھی زائد زخم تھے اور ان میں سے کوئی ایک زخم بھی پشت پر نہ تھا۔ مسلمانوں کے اس بہادر جرنیل نے ہر وار اپنے سینے پر لیا تھا۔ (بخاری کتاب المغازی)

اور یوں اپنی سپاہ کی طرف سے حق امارت ادا کر دکھایا تھا۔ اس طرح رسول اللہ کی وہ بات بھی پوری ہوئی جو آپ نے انہیں امیر مقرر کرتے ہوئے فرمائی تھی کہ کیا معلوم کہ کس کی امارت کہاں مناسب ہے؟

نبی کریم ﷺ کے حضرت جعفرؓ سے تعلق محبت اور ان کے جذبہ فدائیت کی قدر دانی کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہوتا ہے جو ان کے اہل و عیال کے ساتھ حضور ﷺ کی شفقتوں کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ آپ خود بنفس نفیس حضرت جعفرؓ کے گھران کی شہادت کی خبر دینے تشریف لے گئے۔ حضرت جعفرؓ کی بیوہ اسماءؓ بنت عمیس کا بیان ہے کہ جب حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر آئی تو رسول کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے میں گھر کے کام کاج آٹا وغیرہ گوندھنے کے بعد بچوں کو نہلا دھلا کر فارغ ہوئی ہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو حضور ﷺ کے پاس لائی آپ نے ان کو گلے لگایا اور پیار کیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ اسماءؓ کہتی ہیں میں نے گھبرا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپ کس وجہ سے روتے ہیں؟ کیا جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں کوئی خبر آئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ آج شہید ہو گئے ہیں۔ اسماءؓ کہتی ہیں میں اس اچانک خبر کو سن کو چیخنے لگی۔ دیگر عورتیں بھی افسوس کیلئے ہمارے گھر اکٹھی ہو گئیں۔ رسول کریم ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے اور ہدایت فرمائی کہ جعفرؓ کے گھر والوں کا خیال رکھنا اور انہیں کھانا وغیرہ بنا کر بھجوانا کیونکہ وہ اس صدمہ کی وجہ سے مصروف ہو گئے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل: جلد ۶: صفحہ ۳۷۰: مطبوعہ مصر)

رسول اللہ ﷺ کے پیارے عم زاد چالیس سالہ حضرت جعفرؓ کی جوانی کی موت ناگہانی کا صدمہ بہت بھاری تھا اور ہمارے آقا و مولا پر سب سے گراں تھا کہ جعفرؓ انہیں بہت عزیز تھے۔ آپؐ نے کمال صبر و ضبط کا نمونہ دکھاتے ہوئے اپنے اصحاب کو فرمایا تھا کہ جو مقام شہادت ان کو مل چکا ہے اس کی بناء پر خود ان کو بھی آج ہمارے پاس موجود ہونے سے زیادہ اسی مقام بلند سے زیادہ خوشی حاصل ہے۔
(بخاری کتاب المغازی)

اس پس منظر میں مدینہ میں اس پر آہ و بکا کا جو فوری طبعی رد عمل ہوا اسے ممکنہ حد تک ہی روکا جا سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ شہدائے غزوہ موتہ کی اطلاع ملنے پر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو آپؐ کے چہرے سے حزن و ملال کے آثار صاف ظاہر تھے۔ ایک شخص نے آکر خاندان جعفرؓ کی خواتین کی آہ و بکا کی شکایت کی۔ حضور ﷺ تو خود وہ اضطراری حالت دیکھ کر آئے تھے۔ اب زبردستی تو خواتین کو روکا نہیں جا سکتا تھا وعظ و تلقین ہی کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے اس شخص کو بھی یہی سمجھایا کہ جا کر ان عورتوں کو سمجھاؤ آہ و بکا سے باز رہیں۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس لوٹا اور کہنے لگا میں نے انہیں روکا تو ہے مگر وہ بات نہیں مانتیں۔ حضور ﷺ تو خود سخت صدمہ کی حالت میں تھے۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ اگر اصرار ہے تو پھر انہیں جا کر سمجھاؤ۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آکر کہنے لگا کہ وہ کسی طرح بھی باز نہیں آتیں۔ آپؐ نے بیزاری سے فرمایا تو پھر ان کے منہ میں مٹی ڈالو یعنی انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ حضرت عائشہ فرماتی تھیں میں یہ سارا نظارہ دیکھ کر دل ہی دل میں کہہ رہی تھی کہ یہ بھی عجیب شخص ہے نہ تو عورتوں کو سمجھا سکتا ہے اور نہ ہی نبی کریم کو صدمہ کی حالت میں بار بار تکلیف دینے سے باز آتا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی)

بہر حال نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے اہل خانہ کے جذبات کا مناسب خیال رکھا اور جو آہ و بکا اضطراری حالت میں ان سے ظاہر ہوئی اس پر انہیں کچھ مہلت بھی دی۔ تیسرے روز آپ پھر

حضرت جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بس اب آج کے بعد میرے بھائی پر مزید نہیں رونا۔ پھر ان کے یتیم بچوں کی کفالت کا انتظام و انصرام اپنے ذمہ لیا اور فرمایا کہ میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس لاؤ۔

حضرت جعفرؓ کے بیٹے عبداللہ کا بیان ہے کہ ہمیں حضور کے پاس اس طرح لایا گیا جیسے مرغی کے چوزے پکڑ کر لائے جاتے ہیں۔ آپؐ نے حجام کو بلوایا ہمارے بال وغیرہ کٹوائے اور ہمیں تیار کروایا۔ بڑی محبت و پیار کا سلوک کیا اور فرمانے لگے کہ جعفر طیار کا بیٹا محمد تو ہمارے چچا ابو طالب سے خوب مشابہ ہے اور دوسرا بیٹا عبداللہ اپنے باپ کی طرح شکل اور رنگ ڈھنگ میں مجھ سے مشابہ ہے۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور گویا خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے دردِ دل سے یہ دعا کی۔ اے اللہ جعفر کے اہل و عیال کا خود حافظ و ناصر ہو اور میری (عبداللہ) تجارت کی برکت کیلئے بھی دعا کی۔

ہماری والدہ اسماءؓ نے آکر ہماری یتیمی کا ذکر کیا تو آپؐ نے انہیں تسلی دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان بچوں کے فقر و فاقہ کا خوف مت کرنا میں نہ صرف اس دنیا میں ان کا ذمہ دار ہوں بلکہ اگلے جہاں میں بھی ان کا دوست اور ولی ہوں گا۔ (مسند احمد: جلد نمبر۱: صفحہ ۲۰۴: مطبوعہ مصر)

نبی کریم ﷺ نے جو اپنے پاکیزہ اخلاق و عادات سے حضرت جعفر کی مشابہت کا ذکر فرمایا ہے اس کی ایک عمدہ مثال حضرت جعفرؓ کی ہمدردی نوع انسان اور خدمت خلق میں نظر آتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غریب الوطنی اور مسافرت کے آلام و مصائب نے ان کے خلق میں اور بھی چمک پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ حضرت جعفرؓ مساکین و غرباء سے بہت محبت کیا کرتے تھے نہ صرف ان کی ضروریات بلکہ ان کے جذبات کا بھی خیال رکھتے ان کی مجالس میں تشریف فرما ہو کر ان کے مسائل سنتے۔ الغرض آپ کا یہ خلق ایسا نمایاں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت آپ کے بیٹوں کی بجائے غرباء کی نسبت سے ابو المساکین رکھ دی یعنی مساکین کا باپ۔

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ: جلد ۲: صفحہ ۲۱۸)

حضرت ابوہریرہؓ فتح خیبر کے زمانہ میں یمن سے ہجرت کر کے مدینہ آئے اور ان غرباء و مساکین اصحاب صفہ میں شامل ہوئے جو دین کی تعلیم تربیت کی غرض سے مسجد نبویؐ سے چمٹے رہتے تھے۔ حضرت جعفرؓ کو ان مسکینوں کا کتنا خیال ہوتا تھا اس کا اندازہ ایک مسکین صحابی حضرت ابوہریرہؓ کی آپ بیتی سے باسانی کیا جا سکتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں میں بھوکا پیاسا در رسولؐ سے چمٹا رہتا تھا اور بھوک اور فاقہ کی شدت سے نڈھال ہو کر بسا اوقات خالی پیٹ کے بل کنکریوں کے اوپر اوندھے منہ لیٹ کر اس تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کرتا تھا اور گاہے کسی صحابی رسولؐ سے کسی خاص آیت کے بارہ میں استفسار کرتا (جو غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانے کے مضمون پر مشتمل ہوتی) حالانکہ وہ آیت مجھے یاد ہوتی تھی مگر میری غرض احسن رنگ میں توجہ دلانا ہوتی تھی کہ شاید اس طرح وہ مجھے کھانا کھلا دیں۔ مگر میں نے دیکھا مسکینوں کے حق میں سب لوگوں سے بہتر اگر کوئی تھا تو وہ حضرت جعفرؓ تھے۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے جاتے تھے اور گھر میں جو موجود ہوتا ہمیں کھلاتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تو چمڑے کا وہ مشکیزہ نما برتن جس میں شہد یا گھی ہوتا تھا اٹھا کر لے آئے اور ہم بھوک کے مارے اسے چیر پھاڑ کر اندر جو کچھ ہوتا وہ بھی چاٹ لیتے تھے۔ (بخاری کتاب المناقب: باب جعفرؓ)

غالباً یہی وجہ تھی کہ ابوہریرہؓ برملا اپنی اس رائے کا اظہار کیا کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت جعفر طیارؓ سے بہتر اور افضل انسان ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ (ترمذی ابواب المناقب)

شاعر دربار نبوی حسان بن ثابتؓ نے حضرت جعفرؓ کی شہادت کے موقع پر مرثیہ کہتے ہوئے کیا خوب کہا تھا۔

یعنی ہم حضرت جعفر طیارؓ کے نمونے میں وفا کا عظیم الشان نمونہ دیکھتے ہیں کہ جہاں جو فرمان ملا انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور آل ہاشم تو ہمیشہ ہی عزت کے ستون بن کر قابل فخر اسلامی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ (الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ ذکر جعفر بن ابی طالب)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگ اسلاف کی اعلیٰ صفات و اقدار زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آنے والوں سے پیار، محبت

(مرسلہ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب ایڈیشنل مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

"ایک خوبی جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح داخل فرمائی ہے گویا ہماری فطرت ثانیہ ہے کہ وہ لوگ جو نئے قوموں سے احمدیت میں داخل ہوتے ہیں ان کیلئے احمدی بے حد محبت رکھتا ہے اور اپنے دل میں فدائیت کا جذبہ پاتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریس ازم کے مقابلے میں ان کو مزید طاقت عطا کرے گی۔ پس وہ بھائی جو مختلف قوموں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان سے غیر معمولی محبت کا سلوک کرتے چلے جائیں تاکہ ان کے اندر آپ کے لئے محبت کا جذبہ بڑھے' فدائیت کا جذبہ بڑھے' باہمی تعلقات کے رشتے محبت اور پیار کے رشتے ہوں اور یہ رشتے جب تک قائم رہیں ریس ازم اس میں جگہ نہیں پاسکتا۔ بہت سے ایسے میرے ذاتی تجارب ہیں کہ بعض قوموں سے آنے والے احمدیوں میں جب میں نے ایسے آثار دیکھے اور ان سے پہلے سے بڑھ کر زیادہ پیار کا سلوک کیا تو رفتہ رفتہ ریس ازم کے تمام آثار ان کے دلوں سے مٹ گئے اور گویا جڑوں سے اکھڑ گئے اور اس کے آثار پھر ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ جہاں پہلے ملاقاتوں کے بعد ایک چہرے پر تناؤ سا رہا کرتا تھا وہ سب تناؤ غائب۔ بے اختیار محبت' بے اختیار پیار' بے اختیار ہنسی یہ چہروں سے کھلنے لگتی ہے اور racist جب کسی دوسرے سے ملتا ہے تو اس کے چہرے پر یہ تناؤ ضرور موجود ہوتا ہے۔ آپ لطیفہ بھی اس کو سنائیں وہ ہنس بھی پڑے تو اس میں بھی تناؤ رہے گا۔ آپ اچھی بات بھی کریں اور وہ قبول بھی کرلے پھر بھی تناؤ رہے گا۔ اور ذرا سی غلطی آپ سے ہو تو وہ تناؤ تیوری میں بدل جائے گا۔ غصے میں تبدل ہو جائے گا اور وہ بڑی سخت ناقدانہ نظروں سے آپ کو دیکھے گا اور کڑی زبان سے آپ پر تبصرہ کرے گا۔ پس اس پہلو سے چہروں کے آثار سمجھا کریں جہاں بھی آپ کو ریس ازم دکھائی دے گا یہ ایسی چیز نہیں ہے جو چھپ سکے۔ نہ محبت چھپ سکتی ہے نہ نفرت چھپ سکتی ہے یہ دونوں ایسی بے اختیار کیفیتیں ہیں جن کو وقتی طور پر کوئی بڑی قابلیت سے دھوکہ دینے کی خاطر چھپالے گا تو ہمیشہ نہیں چھپ سکتیں کچھ دیر کے بعد ضرور سر اٹھائیں گی ضرور دکھائی دیں گی۔ پس مجلس شوریٰ میں اس بات پر غور کریں کہ کہاں کہاں ایسے بد آثار دکھائی دیتے ہیں یا یہ نہیں کہنا چاہئے تفصیل سے یہ میں کہوں گا اس بات پر غور کریں کہ ہمیں کن اعلیٰ اخلاق سے پہلے سے بڑھ کر متصف ہونا چاہئے کن خدمتوں میں آگے سے زیادہ بڑھنا چاہئے۔ مواخات کے اور کون سے ذرائع اختیار کرنا چاہئے کہ جس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ کے اندر ریس ازم کے داخل ہونے کا کوئی سوال باقی نہ رہے۔ ہر دروازہ بند اور مقفل کر دیا جائے۔"

* **BITULASTIC** SYSTEMS

THE STRONGEST & LASTING SEAMLESS

WATERPROOFING FOR THE 90'S

(and beyond)

TOTAL EFFECTIVENESS

against torrential rains. A new concept in water-proofing which will last with the life of your building.

NEW

SCIENTIFICALLY PROVEN PRODUCT

Already field tested on 20 lacs sq.ft. area

- ADVANCED TECHNOLOGY IN SEAMLESS WATERPROOFING means existing Bitumen Felt Systems are outdated.
- It is a FLEXIBLE MEMBRANE which expands & contracts with the change in heat.
- No sag, no crack, no lack of adhesion when exposed to temperature between -30 C to + 150 C.
- It is SULPHATE RESISTANT, excellent CURING & DAMP-PROOFING AGENT when applied on green masonary/foundations.
- It is fully reinforced with a new concept NYLON MATTING.
- Applied by our own HIGHLY TRAINED TEAMS.
- Free advice for your problems concerning DAMP-PROOFING, WATER-PROOFING, SEALING & INSULATION of buildings & protection of IRON & STEEL STORAGE TANKS & STRUCTURES against corrosion.

EXPECTED LIFE 25 YEARS

Pioneer in the field of SEAMLESS WATER PROOFING COATINGS & the largest manufacturer of a complete range of Asphalt & Coal Tar products.

ASPHATAR INTERNATIONAL (PVT) LTD

Consulting Engineers, Manufacturers & Suppliers of Protective Coatings

Registered Office & Factory Site. 756/12/1 Hub Chowki, Distt. Lasbella

Mail Address : 9-B, South Central Avenue, Defence Housing Society, Karachi. Tel 548049 - 5880947

* BITULASTIC is a registered trade mark : BEWARE of immitation - FAX : 5889947

کچھ ناقابلِ فراموش ہستیاں

(مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب۔ سویڈن)

ہر معاشرہ میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو اپنے کسی نہ کسی وصف کی بنا پر معاشرہ میں ممتاز ہو جاتے ہیں اور ان سے ملنے والے لوگ انہیں بھلا نہیں سکتے۔ ایسے لوگ انسانی معاشرہ کی پہچان ہوتے ہیں کیونکہ انسانی زندگی میں یک رنگی پیدا ہو جائے تو رہنے والوں کیلئے دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں ایسے کرداروں کا موجود رہنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں ' قادیان ہو یا ربوہ ہو' ایسے کردار موجود رہے ہیں جو اپنی کسی نہ کسی خصوصیت کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز تھے اور اس طرح ناقابل فراموش کرداروں کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے۔

ہم نے دیکھا کہ ایک معمر خاتون' سفید صاف ستھرے کپڑے پہنے' گلیوں بازاروں میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا کلام گا گا کر پڑھتی پھرتی ہیں۔ اور ارد گرد سے بے نیاز اس سے لطف اندوز ہو رہی ہیں۔ شروع شروع میں تو عجیب لگا کہ یہ کون خاتون ہیں اور حضرت صاحب کا کلام یوں گلیوں میں کیوں گاتی پھرتی ہیں؟ معمر تھیں اس لئے پردہ داری کی حدود سے نکل چکی تھیں۔ ہمیں ان کا چہرہ اب بھی یاد آتا ہے جو جھریوں سے بھرا ہوا تھا یا انیس کے لفظوں میں جامہ ہستی کی آستینیں چنی ہوئی تھیں:

یہ جھریاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے
چنا ہے جامہ ہستی کی آستینوں کو!

کئی بار تو دیکھا کہ ان پر رقت سی طاری ہو جاتی اور ان کے چہرہ سے ریکھ ریکھ آنسو بہنے لگتے۔ اللہ اللہ اتنا گداز اور خلوص! یہ ٹوہ لگی کہ یہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ مشہور صحافی زیڈ اے سلہری کی والدہ محترمہ ہیں! آپ نے اپنی آخری زندگی ربوہ کی گلیوں میں حضرت صاحب کا کلام گا گا کر گزار دی۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

پھر ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ کلیم جھنجھانوی تخلص کرتے تھے۔ ہمارے ابا کے دفتر میں ایک کلرک ہوتے تھے محسن شاہ صاحب۔ ان کے ایک بھائی منعم شاہ صاحب تو ہم نے دیکھ رکھے تھے۔ ایک بار ان کے ایک اور بھائی کچھ عرصہ کے لئے آکر ان کے ہاں قیام فرما ہوئے۔ ہمیں کسی نے بتایا کہ شاعر ہیں۔ ہم نے انہیں کالج کے ایک مشاعرہ میں مدعو کر لیا۔ آپ اپنے آپ کو نوح ناروی کا شاگرد بتاتے تھے۔ نوح ناروی کا نام ہم ایسوں کو متاثر کرنے کے لئے کافی تھا کیونکہ نوح ناروی تیسری چوتھی دہائی میں سہل ممتنع کے بادشاہ گنے جاتے تھے۔ سہل ممتنع بڑی جگر کاوی کا کام ہے۔ یوں سمجھئے اتنی آسان زبان میں نثری ترتیب کے ساتھ شعر کہنا کہ ہر کوئی سمجھے ایسا تو میں بھی لکھ سکتا ہوں مگر خود لکھنے بیٹھے تو خون تھوکنے لگے۔ انہیں نوح کا ایک شعر سہل ممتنع کی مثال ہے۔

ایک دو تین چار پانچ نہیں
سب خطائیں مری معاف کرو!

ایک اور مثال میں عرض کرتا ہوں۔

بلاتے ہیں پھر وہ مجھے انجمن میں مگر میں نہیں ہوں وہاں جانے والا
کہ اکثر بلایا' بلا کر بٹھایا' بٹھا کر اٹھایا' اٹھا کر نکالا!

انہیں نوح کے بارہ میں ہے کہ خود نارے میں رہتے تھے ان کے سسرال آرے میں تھے۔ شعر ہوا

نارے سے گئے نوح تو آرے آئے
آرے سے گئے نوح تو نارے آئے

یہ ذکر اس لئے ہو رہا ہے کہ انہیں دنوں قندیل رسالہ والوں نے ایک طرح مصرعہ دے رکھا تھا کہ

"رک گئی بات پھر آ کر ترے افسانے تک"

یہ حضرت کلیم جھنجھانوی پہلی بار کالج کے مشاعرہ میں تشریف لائے تھے۔ نہایت نستعلیق آدمی۔ معمر، شیروانی پہنے ہوئے، ہونٹوں پر پان کی لالی، پیک سے منہ بھرا ہوا۔ آپ کی باری آئی تو پہلے تو پیک تھوکنے کے لئے پیک دان طلب فرمایا۔ فارغ ہوئے تو کہنے لگے حضرات میں جھنجھانے کا رہنے والا ہوں میرے سسرال کھنجانے میں ہیں۔ استاد کے تتبع میں عرض کرتا ہوں:

کاش پہنچا دے کوئی مجھ کو بھی کھنجانے تک
واں سے میں خود ہی چلا آؤں گا جھنجھانے تک

استاد کے تتبع میں آپ نے شعر تو سہل ممتنع میں کہہ لیا مگر کالج کے بچوں کو کون سمجھاتا ہے کہ یہ کھنجانے اور جھنجھانے جگہوں کے نام ہیں! وہ واہ واہ ہوئی کہ الامان!

ربوہ میں ایک بار کالج کے مشاعرہ میں سرگودھا سے ایک شاعر تشریف لائے۔ حکیم عبدالمجید راحی دہلوی، رباعی کے استاد سمجھے جاتے تھے اور مزاحیہ شعر کہتے تھے۔ فرمانے لگے۔ "رباعی کی 'بحر' بڑی کڈھب 'بحر' ہے ہر کوئی رباعی نہیں کہہ سکتا ایک تو میں کہتا ہوں' دوسرے سنا ہے کوئی جوش ملیح آبادی بھی ہیں جو رباعی کی بحر میں توں نڑاں کرتے رہتے ہیں"۔ ہمیں یاد آیا کہ ایک بار بیخود دہلوی سے کسی نے پوچھا حضرت دہلی میں اب کتنے شاعر رہ گئے ہیں۔ انکساری کے ساتھ فرمانے لگے "ایک تو میں ہوں دوسرے سائل ہیں اور سائل بھی کیا!" بہرحال آپ نے رباعی ارشاد فرمائی۔

اک قائد اعظم تھے کہ سبحان اللہ
پھر شان لیاقت تھی کہ ماشاء اللہ
اب ہم ہیں اور اس دور کے لیڈر راحی
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

راحی صاحب کو وہ داد ملی کہ چھتیں اڑ گئیں' دھویں پار ہو گئے' کہنے لگے "طبیعت خوش ہو گئی۔ پاکستان میں آکر پہلی بار صاحب ذوق سامعین سے واسطہ پڑا ہے ورنہ تو یونہی لگتا ہے گھاس کاٹتے جا رہے ہیں اور سامعین جنگالی فرما رہے ہیں" سامعین میں ہمارے دوست مسعود احمد خان دہلوی بھی تھے کہنے لگے "میں تو گھانس کی داد دیتا ہوں دلی سے آنے کے بعد آج پہلی بار یہ لفظ سننے میں آیا ہے"۔

بات یونہی شاعروں کی طرف نکل گئی۔ ہم ربوہ کی ایسی ہستیوں کا تذکرہ کرنا چاہتے تھے جو ہمیں اب بھی یاد ہیں۔ ایک مائی کاکو ہوتی تھیں۔ خدا معلوم انہیں مائی کاکو کیوں کہا جاتا تھا مگر نہایت بزرگ خاتون تھیں ضعیف۔ لاٹھی ٹیکتی رنگش رنگش کرتی جمعہ کیلئے (بیت الذکر) کی طرف رواں دواں نظر آتی تھی۔ صرف ایک بار وہ نظر نہ آئیں تو اسی جمعہ میں ان کے انتقال کا اعلان سنا۔ اللہ بخشے نہایت دعاگو خاتون تھیں۔ ہم نے کئی بار بعض بڑے بڑے بزرگوں کو انہیں دعا کیلئے درخواست کرتے دیکھا۔ مائی کاکو کے چہرے پر بچوں کی جیسی معصومیت تھی شاید اسی وجہ سے لوگ انہیں کاکو کہتے ہوں مگر اس بارہ میں کوئی علم نہیں۔

ربوہ میں ایک صاحب تھے جو "ربی" کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ ہوتا یا کوئی اور تقریب ہوتی یہ حضرت بیٹھے بیٹھے اچانک اٹھتے اور ربی کا بلند آہنگ نعرہ لگاتے۔ داڑھی کو مہندی لگاتے تھے۔ ہاتھ میں ایک چھڑی ہوتی تھی۔ اگر محلے کے بچے بالے انہیں چھیڑنے کے لئے ربی کا نعرہ لگاتے تو اس چھڑی سے انہیں مارنے دوڑتے تھے۔ مگر بے ضرر آدمی تھے کبھی کسی بچے کو مارتے انہیں نہیں دیکھا۔ یہاں تک لکھا تھا کہ قادیان کے زمانہ کی ایک بات یاد آئی اب خدا معلوم دیکھی ہوئی بات ہے یا سنی ہوئی بات ہے کیونکہ یادیں گڈمڈ ہو جائیں تو انسان شنیدہ کو بھی بعض اوقات دیدہ کے زمرہ میں شمار کرنے لگتا ہے۔ قادیان میں ایک صاحب ریلوے مزدوروں کی وردی میں ملبوس گلیوں محلوں میں پھرا کرتے تھے۔ بچے انہیں چھیڑتے تو خوب چڑتے ایک بار یوں ہوا کہ محلہ میں ادھر سے ادھر گئے۔ کسی بچے نے تعرض نہ کیا۔ پھر ادھر سے ادھر گئے کوئی بچہ آڑے نہ آیا۔ آپ کو بہت غصہ آیا فرمانے لگے۔ "کیا محلہ کے سب بچے آج مر گئے ہیں کوئی نظر ہی نہیں آتا"۔ ایسے لوگ ہر معاشرہ میں ہوتے ہیں انسانوں کے معاشرہ میں ایسے کردار نہ ہوں تو معاشرہ بے رنگ ہو جائے۔

ایک صاحب جن کا قد چھوٹا تھا اپنے ناٹے قد کی وجہ سے بہت

ممتاز تھے۔ ایک بار ہمارے ابا کے ساتھ ریلوے لائن پار کر رہے تھے دور سے گاڑی آ رہی تھی کہنے لگے مولوی صاحب جلدی جلد لائن کراس کر لیں گاڑی آ رہی ہے۔ ہمارے ابا کی طبیعت میں اللہ بخشے بہت مزاح تھا اور قد بھی سات فٹ کے قریب تھا وہیں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے "آپ جلدی سے پار چلے جائیں میرا کیا ہے میں کٹ بھی گیا تو آپ کے جتنا پھر بھی باقی رہ جاؤں گا"۔ یہ بزرگ ابھی پچھلے برس تک حیات تھے اور یہ لطیفہ آپ نے خود ہمیں سنایا تھا۔

ایک بزرگ تھے جو مولوی فاضل گر کہلاتے تھے یعنی ان کے سینکڑوں شاگرد مولوی فاضل کا امتحان پاس کر چکے تھے مگر خود امتحان دیتے تو فیل ہو جاتے تھے۔ اس لئے کہا کرتے تھے میں مولوی فاضل نہیں ہوں مولوی فاضل گر ہوں! نہایت مسکین طبیعت، حلیم اور بردبار تھے۔ انہیں دیکھ کر اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ اتنے بڑے عالم ہیں۔

یہ لوگ ہمارے معاشرہ میں اپنی کسی نہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ممتاز تھے اور معاشرہ میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ بعض اور لوگ بھی یاد آ رہے ہیں مثلاً چچا عبداللہ حجام تھے۔ ہمارے [illegible] کے بال کاٹنے کے لئے ہمارے گھر تشریف لاتے تھے۔ ان کی باتوں میں بڑی موہنی تھی۔ یوں تو حجام سارے کے سارے ہی باتونی ہوتے ہیں اگر ایسے نہ ہوں تو گاہک کو اتنی دیر تک جکڑ کر اپنے شکنجے میں کیسے پھنسائے رکھیں۔ چچا عبداللہ، باتیں بھی دین کی کرتے تھے۔ کبھی انہیں غیر ثقہ باتیں کرتے نہیں سنا۔ پھر کچے کوارٹروں میں رمضان مرحوم ہوتے تھے۔ فرقان فورس میں کام کر چکے تھے اس لئے ان کی باتوں میں سوائے فرقان فورس کی خوشبو کے اور کوئی بات نہیں جھلکتی تھی۔ ان کی طبیعت میں مزاح بہت تھا۔ جگت میں تو فرد تھے۔ ڈاکٹر محمد احمد سرسادی، اللہ ان کی عمر میں برکت دے۔ رمضان کے مستقل گاہک تھے۔ اور دونوں میں خوب جگت چلتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب پہلے کچے بازار میں، پھر گول بازار میں اور پھر رحمت بازار میں پریکٹس کرتے رہے مگر ہم نے ان کے مطب پر مریض شاذ ہی دیکھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ انہیں رزق دے رہا تھا اور بڑی خوش اسلوبی سے گذارا کر رہے تھے ہمارا مطلب ہے آدھی آمدن پان پر اور باقی آدھی اپنے بیوی بچوں پر صرف کر لیتے تھے۔

ضروری اعلان

قارئین کی خدمت میں ایک گزارش ہے کہ ادارہ "خالد" عنقریب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سیرت وسوانح پر ایک خصوصی شمارہ "ڈاکٹر عبدالسلام نمبر" نکال رہا ہے ——— احباب سے درخواست ہے کہ

- ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے کوئی واقعہ یا یاد یا مضمون ہو تو ہمیں ارسال کریں۔
- کسی اخبار یا رسالے میں ڈاکٹر صاحب کے بارے میں کسی بھی قسم کا کوئی ذکر آیا ہو تو اس کی کٹنگ مع مکمل حوالہ ہمیں بھجوائیں۔
- ڈاکٹر صاحب کی کوئی تصویر آپ کے پاس ہو تو ہمیں ارسال فرمائیں۔
- اسی طرح اگر آپ خود نہیں لکھ سکتے لیکن آپ دوسرے دوستوں کو لکھنے کی ترغیب دلائیں۔

براہِ کرم اِس اعلان کے مطابق ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ کسی بھی قسم کی تحریر یا حوالہ وغیرہ ہمیں مئی کے آخر تک پہنچا دیں۔ آپ کے تعاون کا انتظار رہے گا۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ادارہ خالد)

ظفر اللہ خان ۔ میرے مربیؒ

چوہدری انور احمد کاہلوں صاحب کی کتاب "ظفر اللہ خاں: میرے مربی" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ چوہدری انور احمد کاہلوں، میرے بزرگ دوست چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کے بیٹے اور میرے عزیز دوست ایئر مارشل ظفر احمد چوہدری کے بڑے بھائی اور ایک اور نسبتاً کم عمر کے دوست برادرم حنیف احمد باجوہ کے خسر ہیں۔ اس لحاظ سے میرے چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں سے بہت سے رشتے ہیں۔ صرف ایک رشتہ نہیں اور وہ رشتہ ذاتی جان پہچان یا دوستی کا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہماری ابھی تک ملاقات بھی نہیں ہوئی۔

چوہدری بشیر احمد صاحب سے دوستی کا سلسلہ بڑا عجیب ہے۔ ایک بار شاہنواز لمیٹڈ کے لاہور کے دفتر میں مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ میں دراصل وہاں ظفر چوہدری صاحب کی تلاش میں گیا تھا کیونکہ ان کے گھر فون کرنے پر پتہ چلا تھا کہ وہ مال روڈ پر شاہنواز لمیٹڈ کے دفتر میں شاید مل سکتے ہیں۔ وہاں حاضر ہوا تو چوہدری بشیر احمد صاحب کے پاس ایک سرخ و سفید صفاچٹ سر والے نہایت معتبر سے دوست بیٹھے تھے۔ میں نے چوہدری صاحب سے مصافحہ کیا اور دوسرے حاضر الوقت شخص سے رسمی سا سلام علیکم کر کے بیٹھ گیا۔ چوہدری صاحب نے فارسی کا کوئی شعر پڑھا اور میں نے بھی جواب میں حافظ کا کوئی شعر پڑھا۔ چوہدری صاحب نے تو خیر اس شعر کی داد دی سو دی دوسرے صاحب نے مڑ کر میری طرف دیکھا کہ یہ کون ہے جو فارسی کے شعر پڑھ رہا ہے۔ تب چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کو احساس ہوا کہ ہم ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں۔ چوہدری صاحب نے نہایت تعجب سے مجھے دیکھا اور کہا "کیا آپ چوہدری شاہنواز صاحب سے نہیں ملے؟" تب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ چوہدری شاہنواز صاحب ہیں۔ چوہدری بشیر احمد صاحب سے ہماری دوستی فارسی شعروں کے ناطے سے قائم تھی۔ جہاں کہیں ملنا ہوتا چوہدری صاحب کسی نہ کسی فارسی استاد کا کوئی شعر پڑھتے اور ہم بھی اس کے جواب میں غالب یا حافظ یا بیدل کا کوئی شعر پڑھ دیتے اور اتفاق سے وہ شعر برمحل بھی نکل پڑتا۔ اس ناطے چوہدری صاحب ہمارے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ظفر چوہدری صاحب سے ہماری دوستی ان کے سرگودھا کے زمانہ سے شروع ہوئی جب آپ سرگودھا کے سٹیشن کمانڈر تھے اور دوسرے چوتھے روز سیدی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ہاں آتے تھے۔ دونوں میں خوب گاڑھی چھنتی تھی۔ سرگودھے کے کسی مشاعرہ میں چوہدری صاحب سے ہمارا تعارف ہوا اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ہم ربوہ سے آئے ہیں تو بہت محبت سے ملے۔ پھر ان کے ہاں آنا جانا ہو گیا۔ اپنے پولیو کے مریض بیٹے عزیزی عارف کی دیکھ ریکھ کرنے میں ان میاں بیوی نے جو انہماک اور مستعدی دکھائی اس نے بھی ہمیں بہت متاثر کیا۔ بلکہ ظفر صاحب کی کتاب "معجزات کا دروازہ اب بھی کھلا ہے" شائع ہوئی تو ہم نے از خود ظفر صاحب سے کہا کہ ہم اس کتاب کا اردو ترجمہ کریں گے مگر چند ہی صفحوں کا ترجمہ کرنے کے بعد ظفر صاحب کی انگریزی کے سامنے ہماری اردو جواب دے گئی اور ہم نے ہاتھ کھڑے کر دیئے کہ اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنانا بہت مشکل ہے۔ ظفر صاحب ایئر مارشل ہو گئے اور پاکستان ایئر فورس کے کمانڈر انچیف بھی ہو گئے تو ان کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ہم کوہاٹ گئے ہوئے تھے کہ ونگ کمانڈر رشید قیصرانی

کانون ملا کہ چیف صاحب کا حکم ہے کہ آپ مشاعرہ میں ضرور آئیں اگر آنے میں کوئی دقت ہے تو آپ کو بلوایا بھی جا سکتا ہے۔ ان کا مطلب تو ظاہر ہے یہ تھا کہ وہ ٹرانسپورٹ کا انتظام کر سکتے ہیں مگر ہم نے اگلے روز ظفر صاحب سے ملاقات کے دوران یہ شوشہ چھوڑا کہ آپ ہمیں "پابدست دگرے، دست بدست دگرے" بلانے کا کیوں سوچ رہے تھے؟ بہت محظوظ ہوئے۔ مشاعرہ میں ہمیں اپنے پہلو میں جگہ دی اور ہماری عزت افزائی فرمائی۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد ظفر صاحب چوہدری صاحب کی کوٹھی میں ماڈل ٹاؤن میں تشریف رکھتے تھے کہ ہم ملاقات کیلئے حاضر ہوئے۔ انگریزی محاورہ کے مطابق فرمانے لگے مجھے توقع ہے آپ چائے کا ایک پیالہ پینا ناپسند نہیں کریں گے؟ ہم نے جان بوجھ کر کہا "ہم یقیناً اور حتمی طور پر چائے پینا پسند کریں گے" ظفر صاحب اپنی بامحاورہ انگریزی کے جواب میں یہ کھرا جواب سن کر بہت پریشان ہوئے۔ کہنے لگے "لازماً کا جواب نہیں" ہم نے کہا "لازماً!"۔

چوہدری انور کاہلوں صاحب سے تیسرا رشتہ ان کی بیٹی بانو اور اس کے میاں حنیف کی وجہ سے ہے۔ حنیف ہمارے بزرگ چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ کا بیٹا اور ہمارا نوجوانی کے زمانہ کا "تقریری حریف" ہے۔ خدام الاحمدیہ کے تقریری مقابلوں میں ہم تقریباً ہر دفعہ ہی انعام جیت لیتے تھے کہ فیصل آباد سے آئے ہوئے ایک نوجوان نے پہلی بار وہ انعام ہم سے چھین لیا۔ وہ نوجوان حنیف باجوہ تھا۔ بس اس وقت سے حنیف کے ساتھ دوستی چلی آ رہی ہے۔ حنیف باجوہ کا خسر ہونے کے ناطے بھی چوہدری انور کاہلوں سے ہمارا رشتہ ہے۔ اتنے بہت سارے رشتے گنوانے کے بعد ہم اس کتاب کا جائزہ لینے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔

چوہدری انور کاہلوں صاحب کی یہ کتاب انگریزی ہے اور ہمارا حال راجہ مہدی علی خان کے لفظوں میں یہ ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

انگلش میں محبت کی کرو بات
آتی نہیں اردو کے سوا مجھ کو زباں اور

اس لئے جہاں تہاں ان کی عبارتوں کا حوالہ دینے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس کا ترجمہ بھی اپنی ہی ٹوٹی پھوٹی اردو میں کریں گے۔ امید ہے چوہدری صاحب اتنے بہت سے رشتوں کی وجہ سے ہمارے ساتھ درگزر اور عفو کا سلوک روا رکھیں گے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہمارا پہلا تاثر یہ ہے کہ یہ کتاب چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی ذات کے بارہ میں پہلی کتاب ہے جو ان کے کسی قریبی عزیز کے قلم سے نکلی ہے۔ چوہدری صاحب کو باباجی کہہ کر مخاطب کرنا اسی کو سزاوار ہے جو ان کے ساتھ قریبی رشتہ رکھتا ہو۔ کاہلوں صاحب نہ صرف ان کے قریبی عزیز ہیں بلکہ انہیں چوہدری صاحب کے قریب رہ کر سرکاری غیر سرکاری اور نجی طور پر ان کی خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ اس لئے ایسا شخص اپنے مربی اور محسن کے بارہ میں کوئی ایسی بات نہیں لکھ سکتا جو ان کے مرتبہ اور مقام کے منافی ہو۔ چوہدری صاحب نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی مگر نہایت کھلے دل سے اعتراف کیا ہے کہ چوہدری صاحب اول و آخر ایک انسان تھے اور انسان خطا کا پتلا ہے۔ لوگوں میں یہ مرض عام ہے کہ کسی کی تعریف کرنے پر آئیں تو اسے فرشتہ بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کاہلوں صاحب نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ فرشتہ سے بہتر ہے انسان بننا۔ مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ!

اس کتاب میں بہت سے ایسے واقعات کاہلوں صاحب نے بر سبیل تذکرہ بیان کئے ہیں جن کے وہ گواہ نہیں اور بعض ایسے واقعات بھی جن کے وہ گواہ ہو بھی نہیں سکتے۔ ایسے واقعات کے بیان میں ان کا لہجہ انتہائی محتاط ہے اور انہیں اس بات کا احساس بھی ہے کہ وہ ان واقعات کو راوی کی حیثیت سے بیان کر رہے ہیں مگر درحقیقت ان واقعات کے عینی گواہ نہیں ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات "تحدیث نعمت" میں چوہدری صاحب خود بیان کر چکے ہیں اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کاہلوں صاحب نے وہ واقعات چوہدری صاحب سے بہتر انداز میں بیان نہیں کئے۔ اگر کاہلوں صاحب ایسے واقعات کو حوالہ کے طور پر بیان کر دیتے اور تحدیث نعمت کا حوالہ دے دیتے تو ان واقعات کی افادیت دوچند ہو جاتی۔

ہاں بعض ایسے واقعات بھی ہیں جنہیں چوہدری انور کاہلوں صاحب نے بیان کیا ہے اور ان کے بیان سے تحدیث نعمت کے بعض بیانات کی وضاحت ہو گئی ہے۔ مثلاً وہ واقعہ جس میں چوہدری صاحب کو ریلوے سٹیشن پر کسی بابو نے روک رکھا ہے کہ ٹکٹ لاؤ گے تو آگے جانے دوں گا۔ ایسے واقعات ظاہر ہے چوہدری صاحب خود تو بیان نہیں کر سکتے تھے۔

چوہدری صاحب کے کیریکٹر کا ایک اور پہلو جو مجھے چوہدری انور کاہلوں صاحب کی اس کتاب سے معلوم ہوا وہ ہے جو آپ نے کسی ہندو اخبار نویس کے ساتھ آپ کے کسی مکالمہ سے مترشح ہوتا ہے۔ اس ہندو اخبار نویس نے چوہدری صاحب سے کسی سفر پر روانگی کے وقت کہا۔ کوئی ایسا کام جو میں آپ کی خاطر کر سکوں؟ چوہدری صاحب نے جواب میں اس سے کہا۔ "میں احسان کیا کرتا ہوں احسان اٹھایا نہیں کرتا" انور کاہلوں صاحب نے چوہدری صاحب کی یہ بات پکڑ لی اور ان سے پوچھ لیا کیا یہ آپ کی زندگی کے اصولوں میں سے ہے؟ چوہدری صاحب نے انہیں جھاڑ پلائی کہ عام آدمیوں کی عام باتوں کو یوں سنجیدگی سے پکڑ کر بیٹھ نہ جایا کرو۔ اصل باتیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود کی ہیں (یعنی امام وقت خلیفہ المسیح کی۔ مدیر) ان کے خطبات پر توجہ دیا کرو۔ چوہدری صاحب نے نہایت دانشمندی سے اپنی تقلید کا دروازہ بند کر دیا۔

چوہدری صاحب کی ذات مبارک کے بارہ میں کاہلوں صاحب نے نہایت وفاداری، محبت اور خلوص کے تعلق کا اظہار کیا ہے اور چوہدری صاحب کے احسانات کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ مگر یہ بات بعض جگہ بہت کھٹکی ہے کہ ان کی جز رسی کے مقابلہ پر چوہدری صاحب کی داد و دہش اور صدقہ و خیرات کے واقعات کو کم اہمیت دی گئی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چوہدری صاحب کی جز رسی تو نمایاں ہو گئی ان کی غربا پروری نمایاں نہیں ہوئی۔ حالانکہ چوہدری صاحب کی ذات میں بخل کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ وہ غریب پروری میں کشادہ دل اور کشادہ دست تھے۔ میری دانست میں ان کی کشادہ دستی کا پہلو ان کی جز رسی کے پہلو سے دب گیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے مجھے اس بارہ میں غلط فہمی ہوئی ہو۔ مگر ایک سے زیادہ دوستوں نے میرے خدشات کی تصدیق کی ہے۔

چوہدری صاحب کی شخصیت کا ایک اور دلکش پہلو سامنے آیا کہ وہ اپنے چپڑاسی کے ساتھ یا ڈرائیور کے ساتھ ایک سیٹ پر بیٹھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے اور یہ واقعی قابل قدر بات ہے اور ہمارے نام نہاد سیاسی یا سماجی رہنماؤں کے لئے قابل تقلید۔

چوہدری صاحب کو خلافت کے ادارہ یا خلیفہ وقت سے جو عشق اور تعلق تھا کاہلوں صاحب نے اس کی بڑی موثر تصویر کشی کی ہے۔ چوہدری صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے علاوہ چار خلفاء کا زمانہ دیکھنا نصیب ہوا اور چوہدری صاحب نے اس نعمت عظمیٰ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ ان کے اخلاص اور ایمان میں اللہ کے فضل سے روز بروز اضافہ ہی ہوا اور کاہلوں صاحب کی کتاب سے ان کی شخصیت کا یہ پہلو بہت نکھر کر سامنے آتا ہے۔

چوہدری صاحب کی ذیابیطس کے ساتھ عمر بھر لڑائی رہی۔ جس طرح ثابت قدمی کے ساتھ چوہدری صاحب نے پرہیز روا رکھا وہ بھی انہی کا حصہ ہے۔ کاہلوں صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان کے مرغوبات اور مکروہات کی فہرست مرتب کر دی ہے اور چوہدری صاحب کی عادات و اطوار اور علاج میں پابندی کا خوب خوب ذکر کیا ہے۔ جو ہم جیسوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ چوہدری صاحب کی ایک بات کے ہم بھی گواہ ہیں۔ فرماتے تھے کہ اگر ذیابیطس کا مریض خود فریبی کا شکار نہ ہو تو اس کی عمر اللہ کے فضل سے دوسروں سے لمبی ہو سکتی ہے۔ کاہلوں صاحب نے ایک ذرا سے فقرہ میں یہ بات اپنے انداز سے بیان کر دی ہے کہ "باباجی ذیابیطس کے مریض تھے شاید اسی وجہ سے دوسروں کی نسبت خوب چاق و چوبند تھے"

چوہدری صاحب کی ورزش کا معمول بھی خوب تھا۔ چلنے سے بہتر ورزش ذیابیطس والوں کیلئے اور کوئی نہیں۔ مگر کاہلوں صاحب کے بیان اور سر سلطان احمد کے قول کے مطابق چوہدری صاحب چلتے نہیں تھے زقندیں بھرتے تھے۔

بہرحال چوہدری انور احمد کاہلوں صاحب کی یہ کتاب چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی شخصیت کے بہت سے دلکش پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے اور اس قابل ہے کہ نئی نسل کے لوگ اسے بار بار پڑھیں اور چوہدری صاحب کے اسوہ پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کاہلوں صاحب کو جزاء دے۔

(مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب)

"دولت مند اور متموّل لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں" (حضرت مسیح موعود ----)

واقفینِ نو بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے

مُرسلہ: وکالتِ وقفِ نو

تحریک وقف نو کا اعلان فرمانے کے بعد حضور انور نے وقتاً فوقتاً اپنے خطبات میں واقفین نو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو مختلف ہدایات جاری فرمائیں ان کا خلاصہ ذیل میں پیش ہے۔ والدین سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہوں اور اپنے اندر سچائی اور پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ دیکھتے رہیں کہ بچوں میں مندرجہ ذیل اخلاق نمو پا رہے ہیں اور مذکورہ عادات راسخ ہو رہی ہیں۔

- خدا تعالیٰ سے محبت
- قرآنی تعلیمات سے محبت
- نماز سے محبت
- قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کی عادت
- دین کی غیرت اور محبت
- خلافت سے محبت
- نظام جماعت کی اطاعت
- جماعتی عہدیداروں کا احترام
- سچ سے محبت
- جھوٹ سے نفرت
- غصہ کو ضبط کرنے کی عادت
- سخت جانی کی عادت
- تقویٰ' قناعت' غنا اور وفا
- امانت اور دیانت کا جذبہ
- بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت
- علم حاصل کرنے کا جذبہ
- اچھے رسائل اور کتب کے مطالعہ کی عادت
- اردو اور عربی زبان سیکھنے کا ذوق
- ذیلی تنظیموں اطفال الاحمدیہ' ناصرات اور خدام الاحمدیہ سے تعلق
- ڈائری لکھنا وغیرہ

واقفین نو کے لئے چند ضروری ہدایات

1۔ ہر واقف نو بچہ ڈائری رکھے

2۔ ہر واقف نو بچہ اپنی ڈائری میں حضور انور کی MTA کی بچوں کی کلاس میں دی جانے والی ہدایات پر عملدر آمد کی رپورٹ درج کرے۔

3۔ ہر واقف نو بچہ ناظرہ قرآن کریم کے بعد اس کا ترجمہ سیکھنا شروع کرے اور ترجمہ سیکھنے کی پراگرس رپورٹ ڈائری میں نوٹ کرے۔

4۔ تمام واقفین نو اپنے خاندان کی سچی کہانیاں' سچے واقعات یاد رکھیں کہ ان کا خاندان کب احمدی ہوا' کیا کیا قربانیاں کیں' کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں پھر اللہ نے ان پر کیا فضل فرمائے۔

5۔ کسی کو اچھا دیکھ کر واقفین نو کو تکلیف نہ پہنچے لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ تکلیف ضرور محسوس کریں۔

مکرم میجر (ریٹائرڈ) سعید احمد صاحب۔ ربوہ)

قوانین قدرت کو سمجھنے کی کوشش انسانی فطرت کا خاصہ ہے اس کے پس پردہ کائنات کی بے کراں وسعتوں میں پھیلے ہوئے حقائق کی دریافت ہماری جستجو کا مدعا ہے۔ قرآن کریم کی ۶۳۴۸ میں سے ۷۵۰ ایسی آیات ہیں۔ کہ جن میں تاکید ہے کہ مشاہدہ قدرت سے قدرت کے بھیدوں تک رسائی کے لئے تحصیل علم کو اپنی روز مرہ زندگی کا معمول بنائیں۔ درود و سلام سرور کائنات حضرت محمد ﷺ پر کہ حصول تعلیم پر مرد و زن کیلئے لازمی ٹھہرایا جو اسلامی نقطہ نظر علم و حکمت کی بنیاد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری اہم بات یہ ہے کہ سائنس کی کوئی تحقیق ایسی نہیں جو قانون فطرت یا مظاہر فطرت سے متصادم ہو۔

رَبُّنَا الَّذِیْ أَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی

(طہ:۵۱)

یعنی خدا وہ خدا ہے کہ جس نے ہر ایک کے مناسب حال اس کو پیدائش بخشی پھر اس شئی کو اپنے کمالات مطلوبہ حاصل کرنے کے لئے راہ دکھا دی"

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ

(یٰسین:۴۱)

یعنی آفتاب چاند کو نہیں پکڑ سکتا اور نہ رات جو مظہر ماہتاب۔

اگر ان کا کوئی در پردہ مدبر نہ ہو تو یہ تمام سلسلہ درہم برہم ہو جائے۔

یہ دلیل ہیئت پر غور کرنے والوں کے لئے نہایت فائدہ بخش ہے۔ کیونکہ اجرام فلکی کے اتنے بڑے عظیم الشان اور بے شمار گولے ہیں جن کے تھوڑے سے بگاڑ سے تمام دنیا تباہ ہو سکتی ہے۔ یہ کیسی قدرت حق ہے کہ وہ آپس میں نہ ٹکراتے ہیں نہ بال بھر رفتار بدلتے اور نہ اتنی مدت تک کام دینے سے کچھ گھسے اور نہ ان کے کل پرزوں میں کچھ فرق آیا۔ اگر سر پر کوئی محافظ نہیں تو کیونکر اتنا بڑا کارخانہ بے شمار برسوں سے خود بخود چل رہا ہے۔ انہی حکمتوں کی طرف اشارہ کر کے خدا تعالیٰ دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

افی اللہ شک فاطر السموت والارض (ابراھیم:۱۱)

یعنی کیا خدا کے وجود میں شک ہو سکتا ہے جس نے ایسے آسمان اور زمین بنائی۔

آیئے اب کائنات کی وسعتوں کی طرف رخ کریں۔ اندھیری رات کے صاف آسمان کے بیچوں بیچ ایک دودھیا راستہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کہکشاں کو پرانے زمانے کے لوگ شک اور وہم کی نظر سے دیکھتے تھے بعض لوگ اسے دودھ کا بادل سمجھتے تھے۔ کچھ کا خیال تھا کہ اس بادل میں چمکنے والے ستارے ان کے بہادروں اور بادشاہوں کی روحیں ہیں جو دوسرے جہانوں کی طرف جا رہی ہیں۔ امریکہ کے قدیم باشندے بھی اسے اپنے بہادروں کا راستہ سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ چمکدار ستارے ان کے بہادروں کا "کیمپ فائر" ہیں۔ قدیم چینیوں کا اعتقاد تھا کہ آسمان دو کروں میں بٹا ہوا ہے۔ دیوتاؤں نے ان دو کروں کو تاروں سے جوڑا ہے جو رات کو چمکتا ہے۔ کہکشاں کے مطالعہ کے بعد موجود سائنسی نظریہ کا بانی اور ماہر فلکیات گیلیلیو اپنی ڈائری میں لکھتا ہے۔

"کہکشاں اصل میں بے شمار ستاروں کا عظیم مجموعہ ہے دور بین کا رخ اس کے کسی حصے کی طرف کر دیجئے ہر ایک میں ستاروں کی بہت بڑی تعداد جھرمٹ کی شکل میں نظر آتی ہے۔ بعض ستارے بڑے اور زیادہ چمکدار ہیں ان کے علاوہ چھوٹے اور دھندلے ستارے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے"۔

جدید آلات بڑی دور بینوں اور خلائی سیاروں کے استعمال سے علم فلکیات کے ماہرین نے ہماری کہکشاں میں سو کے قریب جھرمٹ شمار کئے ہیں اور اس جھرمٹ میں ہزاروں ستارے موجود ہیں درمیان میں زیادہ اور کناروں کی طرف تعداد کم ہو جاتی ہے۔ قریب کے ستاروں کا فاصلہ بیس ہزار اور دور کے ستاروں کا فاصلہ ڈھائی لاکھ نوری سال اندازہ کیا گیا ہے۔ (ایک نوری سال سے وہ فاصلہ مراد ہے جو روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک سال میں طے کرتی ہے)۔ کہکشاں ایک نہایت وسیع مجموعہ نجوم ہے۔ اتنا وسیع کہ روشنی کو اس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے میں ایک لاکھ نوری سال لگ جاتے ہیں۔ روشنی ایک گھنٹے میں ۶۷ کروڑ میل سفر طے کرلیتی ہے۔ اب آپ سوچئے کہ وہ ایک لاکھ سال میں کتنا فاصلہ طے کرے گی۔ ایسی بے شمار کہکشائیں اس نظام کائنات کا حصہ ہیں۔

کہکشاں کے مطالعہ اور اس کے متعلق حقائق معلوم کرنے سے ہمیں اس لئے بھی دلچسپی ہے۔ کہ ہمارا نظام شمسی اور ہماری زمین بھی کہکشاں کا جز ہے۔ لیکن کہکشاں کی عظیم وسعت کے مقابلہ میں نظام شمسی کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔ نظام شمسی کا قطر تقریباً سات ارب میل ہے۔ فرض کیجئے کہکشاں ایک بڑے دائرے جیسی ہے جس کا قطر بیس میل ہے اس کے مرکز سے کوئی سات میل کے فاصلے پر ایک نقطے کا تصور کیجئے۔ اگر کہکشاں کا قطر بیس میل سمجھا جائے تو یہ نقطہ ہمارے پورے نظام شمسی کو ظاہر کرے گا۔ جس کے بیچ میں سورج اور اس کے چاروں طرف اربوں میل کے مدار پر نو سیارے گردش کرتے ہیں جب کہ ہر دو سیاروں کے درمیان کروڑوں میل کا فاصلہ ہے۔ جس میں ہر سیارے کے گرد ان کے چاند گردش کرتے ہیں۔

سورج ہماری کہکشاں کا ایک ستارہ ہے اور زمین سورج کے گرد اور چاند زمین کے گرد بیضوی دائرے میں محو گردش ہیں۔ اس کہکشاں میں ایک کھرب سے زیادہ سورج شامل ہیں۔ ہمارا سورج ایک اوسط درجے کا ستارہ ہے جب کہ بعض ستارے سورج سے لاکھوں گنا بڑے ہیں۔

سورج تقریباً ایک سو ستر میل فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت کر رہا ہے۔ وہ ایک دن میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ میل کا سفر طے کرلیتا ہے۔ اتنی زیادہ رفتار کے باوجود سورج کو کہکشاں کے مرکز کے گرد ایک چکر پورا کرنے میں تقریباً بائیس کروڑ سال لگ جاتے ہیں۔ جب کہ سورج اپنے محور کے گرد ایک چکر تقریباً اڑتالیس ہزار سال میں پورا کرتا ہے۔

اب ہم وسیع کائنات کی ان گنت کہکشاؤں سے ہٹ کر اپنے نظام شمسی اور زمین پر واپس آتے ہیں۔ سورج کا قطر زمین کے قطر سے ۱۰۹ گنا ہے اس کی کمیت زمین کی کمیت سے گنا ہے۔ اس کی کشش ثقل زمین کے مقابلہ میں ۲۸ گنا ہے۔ یعنی اگر زمین پر آپ کا وزن ۱۰۰ پونڈ ہے تو سورج پر ۲۸۰۰ پونڈ ہوگا۔ سورج کا سرمایہ حیات ہائیڈروجن گیس ہے جو ہر سیکنڈ میں چالیس لاکھ ٹن کی کمیت سے توانائی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ سورج کا درجہ حرارت سطح پر دس ہزار ڈگری فارن ہائیٹ اور مرکز کی طرف بڑھتے بڑھتے دو کروڑ سے چار کروڑ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ زمین نظام شمسی میں سے تیسرا سیارہ ہے جو سورج سے نو کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلہ پر بیضوی مدار پر اس کے گرد محو گردش ہے۔ اس فاصلہ کی وجہ سے سورج سے خارج ہونیوالی توانائی کا قلیل حصہ زمین تک پہنچتا ہے۔ زمین ساڑھے اٹھارہ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سورج کے گرد گھومتی ہے اور تقریباً ۳۶۵ء۴ دن میں اپنے مدار پر چکر پورا کرتی ہے۔ اس مدت کو ہم سال کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ زمین اپنے محور کے گرد لٹو کی طرح گردش کرتی ہے اور تقریباً ۲۴ گھنٹوں میں ایک چکر پورا کرلیتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر آپ زمین کا وزن ٹنوں میں معلوم کرنا چاہئیں تو چھ کے ہندسہ کے بعد اکیس صفر لگائیں زمین کی سطح کا رقبہ انیس کروڑ تریسٹھ لاکھ مربع میل ہے۔ اس میں خشکی صرف ۱/۴ حصہ ہے۔ ہماری زمین کائنات کی وسعت میں ذرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ تاہم اس کا اپنا ایک مقام ضرور ہے۔ زمین کی عمر چار ارب سال سمجھی گئی ہے۔

چاند ہمارا قریب ترین پڑوسی ہے اور چھوٹا ہونے کے باوجود کم فاصلہ کی وجہ سے سورج جتنا بڑا معلوم ہوتا ہے سائنس دان کہتے ہیں کہ صدیوں پہلے یہ زمین سے الگ ہوا اور خلاء میں کچھ فاصلہ پر زمین کے گرد بیضوی مدار پر چکر لگا رہا ہے۔ اس کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ دو لاکھ باون ہزار میل ہے۔ اس کا قطر زمین کے قطر کا چوتھائی ہے۔ اس کی کشش ثقل زمین کی کشش ثقل کا چھوٹا حصہ ہے۔ چاند اپنے محور کے گرد مغرب سے مشرق کی سمت ہر روز بقدر ۱۳ ڈگری گردش کرتا ہے اس لئے روزانہ تقریباً پچاس منٹ کا فرق پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ چاند ہر روز پچاس منٹ تاخیر سے طلوع ہوتا ہے۔

چاند کا ایک امتیازی پہلو اس کے طویل دن رات ہیں نظم کائنات یہ ہے کہ چاند کو زمین کے گرد ایک چکر میں جتنا وقت لگتا ہے اسے اتنا ہی عرصہ اپنے محور کے گرد گھومنے میں لگتا ہے۔ جو تقریباً ساڑھے انتیس دن کے برابر ہے۔

خاکسار کے ایک دوست نے ایک برطانوی دہریہ ہیئت دان سے اپنی ملاقات کا کیا ہے تو لامحالہ ایک انتہائی عظیم مالک کل مدبر ہستی کا وجود ان کے ذہن میں آتا ہے جس نے ہر عیب سے پاک' کامل حساب اور سائنس کے تمام اصولوں پر پورا اترنے والے نظام کائنات کو حرکت کے ذریعہ خلاء میں قائم رکھا ہے۔ گویا کہ غور و فکر کرنے والے دہریہ دماغ بھی زبان حال سے اقرار کرتے ہیں **ربنا الذی اعطی کل شی خلقه ثم هدی** یعنی خدا وہ خدا ہے کہ جس نے ہر ایک شئی کے مناسب حال اس کو پیدائش بخشی پھر اس شئی کو اپنے کمالات مطلوبہ حاصل کرنیکی راہ دکھلا دی۔ (ایک دہریہ کے اقرار میں فرق صرف یہ ہے کہ وہ "ربنا" کہتے ہوئے ہچکچائے گا البتہ ایک مدبر بالارادہ ہستی کے قائل تو ہونا پڑتا ہے۔ مدیر) ہماری زمین سورج کے گرد اور چاند ہماری زمین کے گرد بیضوی دائرے میں کمالات مطلوبہ کے حصول کے لئے گردش کرتے ہیں۔ ان گردشوں کے دوران جب چاند زمین اور سورج کے درمیان اس طرح آ جاتا ہے کہ زمین کے بعض حصوں پر سورج کی روشنی کم ہو جاتی ہے یا سورج ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اسے کسوف یا سورج گرہن کہتے ہیں۔ پورا گرہن اس وقت ہوتا ہے جب سورج' چاند اور زمین ایک خط مستقیم پر آ جائیں چونکہ چاند زمین سے سورج کی نسبت بہت قریب ہے اس لئے "تل کے اوٹ پہاڑ" کے مصداق سورج کا پورہ کرہ چاند کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔ ایسا گرہن بہت ہی نادر ہے۔ لیکن جزوی گرہن بہت سے علاقوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

چاند گرہن اس وقت ہوتا ہے جب زمین سورج اور چاند کے درمیان اس طرح آ جائے کہ چاند پر زمین کا سایہ اسے ڈھانپ لے۔ چونکہ زمین کا حجم چاند کی نسبت بہت بڑا ہے۔ اس لئے گرہن کا دورانیہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام نصف کرے میں کافی دیر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بات مدار کا بیضوی ہونا ہے جس کے نتیجہ میں چاند کی حرکت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ لہذا NEW MOON اور FULL MOON کی تاریخیں بھی بدلتی رہتی ہیں۔ نتیجہ دکھائی دینے والی تاریخوں کے لحاظ سے مکمل چاند کبھی چاند کی ۱۳ کبھی ۱۴ اور کبھی ۱۵ تاریخ کو ہوتا ہے۔ اور یہی تاریخیں ہیں جن میں چاند گرہن لگ سکتا ہے۔ اسی طرح NEW MOON کی تاریخیں کبھی ۲۷ کبھی ۲۸ اور کبھی ۲۹ تاریخ بنتی ہے اور صرف یہی تاریخیں ہیں جب سورج گرہن لگ سکتا ہے۔ ان تاریخوں کے علاوہ کبھی چاند اور سورج کو گرہن نہیں لگ سکتا اور نہ آج تک لگا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق ایسا ممکن ہی نہیں اور نہ ہی جب سے زمین اور آسمان کی پیدائش ہوئی ایسا کبھی ہوا ہے گویا انسان کا صدیوں کا مشاہدہ اس جدید ترین سائنسی تحقیقات کی تصدیق کرتا ہے۔

بقیہ از صفحہ...... 39

ضلع وار نمائندگی کا گوشوارہ

لاہور ۲۳' گوجرانوالہ ۱۸' حافظ آباد ۲۱' کراچی ۲۰' گجرات ۱۰' سیالکوٹ ۸' کوئٹہ ۷' چکوال ۶' جہلم ۵' فیصل آباد ۷' سرگودھا ۷' اسلام آباد ۵' حیدر آباد ا' شیخوپورہ ۴' منڈی بہاؤالدین ۳' جھنگ ۳' سانگھڑ ۳' راولپنڈی ۳' نارووال ۴' میرپور آزاد کشمیر ۳' میرپور خاص ۲' کوٹلی ۲' بہاولنگر ۲' مظفر گڑھ ۲' اوکاڑہ ۲' لیہ ۲' اٹک ۲' عمر کوٹ ا' پشاور ا' ربوہ ۳۴

سائنس

دُنیا کا درجۂ حرارت بڑھ رہا ہے

(مکرم نوید احمد نعیم صاحب۔ کراچی)

سائنس دانوں کا کسی ایک موقف پر متفق ہونا شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ مگر ایک ایسا مسئلہ بھی ہے جس پر دنیا کے تقریباً تمام سائنس دان اور ماہرین موسمیات متفق ہو چکے ہیں۔ یعنی دنیا کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ ماہرین نے کرہ ارض کے درجہ حرارت میں اضافہ کے شواہد پیش کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر اس کے تدارک کیلئے سنجیدہ، موثر اور عملی اقدامات نہ کیے گئے تو یہ مسئلہ زمین اور اس کے لوگوں کیلئے انتہائی تشویش ناک صورت میں ہمارے سامنے آئے گا۔

موسمیاتی تحقیق کے عالمی ادارے IPCC نے چند ماہ قبل دنیا بھر کے سائنس دانوں سے ان کا تحقیقی مواد حاصل کیا اور ایک اعلیٰ معیاری اور جامع تحقیقی رپورٹ تیار کی۔ جس میں درجہ حرارت میں اضافے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی موسمی تبدیلیوں کی نشاندھی کی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں ان تبدیلیوں سے نبرد آزما ہونے کے بعض طریقے بھی تجویز کیے گئے ہیں۔ سائنس دانوں کی متفقہ تحقیق کے مطابق 1890ء کے بعد اس صدی میں درجہ حرارت 0.30 سے 0.6 سنٹی گریڈ تک بڑھا ہے اور یہ پچھلے سالوں سے تقریباً ۴۰ برسوں کے دوران سب سے زیادہ اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ درجہ حرارت میں اضافے کی ایک بڑی وجہ مشینی ذرائع پیداوار سے نکلنے والی شعاعی حرارت، دھواں اور دوسری گیسیں ہیں جو فضا کو مسلسل آلودہ کر رہی ہیں اور سورج سے آنے والی گرم بنفشی شعاعوں کو سطح زمین سے ٹکرانے کے بعد واپس نہیں جانے دیتیں اسی طرح گرم شعاعیں، ایٹمی دھماکوں اور ایٹمی بجلی گھروں سے خارج ہوئے والی حرارت فضا میں قید ہو کر درجہ حرارت میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

درجہ حرارت میں اضافے سے ہونے والے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ درجہ حرارت بڑھنے سے یورپ میں گلیشیر پگھلنے کا خطرہ موجود رہے گا اور سمندری پانی کی رفتار میں اضافے سے برطانیہ کے ساحل پر شدید تبدیلیاں رونما ہونے کا بھی خدشہ ہے۔ اس طرح گرم مرطوب علاقوں میں درجہ حرات کے اضافے کے باعث بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ نقصان خوراک کے شعبے میں ہوگا کیونکہ عام درجہ حرارت میں اضافے کے باعث صحیح طور پر نشو ونما نہیں پاسکیں گے اور اس کے نتیجے میں فصلوں کی تباہی کے واقعات سامنے آئیں گے۔ اسی طرح مرطوب علاقوں کی بیماریاں مثلاً ملیریا، زرد بخار وغیرہ کا روایتی مرطوب علاقوں سے دیگر دوسرے علاقوں تک پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔

دنیا کے غریب اور زیادہ آبادی والے علاقے مثلاً صحرائے صحارا کے افریقی ممالک، جنوبی ایشیا اور مشرقی ایشیا کے غریب ممالک میں صورت حال زیادہ خراب ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ خراب فصلیں اور خشک سالی بھوک و افلاس کا سبب بنیں گی اور آبادی میں تیز رفتار اضافہ ان مسائل میں مزید اضافہ کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ذرائع پیداوار میں چونکہ کوئی اہم اور مثبت بہتری سامنے

نہیں آئی ہے اس لئے خوراک میں اضافے کو ممکن بنانا مشکل ہو رہا ہے۔

پچھلے برس یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ انٹارکٹیکا کے شمالی حصے میں گھاس اور پھول بڑی تیزی سے نشوونما پا رہے ہیں اور برف کی بڑی بڑی تہیں برف کے عظیم ذخیرے سے علیحدہ ہو رہی ہیں اسی طرح شمالی نصف کرے میں برف کے عظیم ذخیرے میں صرف پچھلے ۲۰ سال میں ۱۰ فیصد کمی واقع ہوئی ہے جو دراصل درجہ حرارت میں اضافے کے باعث ہوا ہے۔ اس صورت کے نتیجے میں سطح سمندر میں اضافہ ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس صدی کے اختتام تک سطح سمندر میں ۱۰ سے ۲۵ سینٹی میٹر اضافہ ہو گا جو خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔

اس کے برعکس شمالی یورپ اور جزائر برطانیہ وغیرہ میں سردی کی شدت میں اضافہ ہو گا جس کی بنیادی وجہ "گلف اسٹریم" میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں ہیں اس کے علاوہ یورپ، روس اور شمالی امریکا میں سردی کی بارشوں میں اضافہ سامنے آئے گا جو تباہ کن سیلاب لانے کا باعث بنتا ہے اور آنے والوں سالوں میں اس میں مزید اضافے کا امکان ہے۔

درجہ حرارت میں اضافے کا ایک عارضی وقفہ اس وقت آیا جب ۱۹۹۳ء میں فلپائن میں ایک آتش "پیناتوبو" نے اچانک لاوا اگلنا شروع کر دیا اور اس دوران ۲۰ ملین ٹن گندھک فضا میں بکھر گئی جس کی وجہ سے کئی مہینوں تک فضا میں موجود گندھک کے ذرات نے سورج کی تیز گرم شعاعوں کا راستہ روکے رکھا اور اس علاقے میں درجہ حرارت نہ بڑھ سکا۔ تاہم جب یہ ذرات بیٹھ گئے تو درجہ حرارت میں ایک بار پھر اضافہ شروع ہو گیا۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اس قسم کی تبدیلیاں آئندہ ڈرامائی انداز میں سامنے آتی رہیں گی۔

ماہرین موسمیات اور دوسرے سائنس دان اس سلسلے میں کافی پر امید ہیں کہ جدید ٹیکنالوجی اور تحقیق کے نتیجے میں اس مسئلے پر قابو پایا جا سکتا ہے تاہم حکومتوں کے عدم تعاون اور معاشی دوڑ اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ۱۹۹۲ء میں برازیل کے شہر ریوڈی جیزو میں عالمی ماحولیاتی کانفرنس میں دنیا کے خوشحال اور بااثر ممالک نے ایک متفقہ قرارداد منظور کی تھی جس کے تحت کاربن کے مختلف مرکبات بالخصوص کلوروفلوروکاربن CFC کی تیاری پر مکمل پابندی عائد کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ مگر عملی طور پر اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا گیا اب جب کہ یہ مسئلہ مزید سنگین نوعیت اختیار کر رہا ہے حکومتوں کو چاہئے کہ وہ زیادہ شدت کے ساتھ موثر اقدامات کریں اور تحقیق کے ذریعہ ان مرکبات کا نعم البدل تلاش کریں۔

اعلان ولادت

مکرم مقصود اظہر گوندل صاحب کارکن خدام الاحمدیہ شعبہ کمپیوٹر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 2 مئی 1997ء بروز جمعہ المبارک بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام "سعدیہ عفت" تجویز ہوا ہے۔ عزیزہ مکرم محمد یار گوندل صاحب کی پوتی اور مکرم ماسٹر منظور احمد صاحب محلہ دارالشکر کی نواسی ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک صالحہ اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔ مکرم مقصود اظہر گوندل صاحب خدام الاحمدیہ مقامی میں بطور بلاک لیڈر طاہر بلاک بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

طب و صحت

ہومیوپیتھی علاج میں علامات کی اہمیت

(مکرم وقار منظور بسراء صاحب۔ ربوہ)

ایک ہومیوپیتھک دوا منتخب کرنے کیلئے پہلے ان علامات کو سمجھنا ضروری ہے جو ایک مریض کے جسم میں پائی جاتی ہیں۔ جب ایک ہومیوپیتھ اپنی پریکٹس کے آغاز میں کسی مریض کیلئے دوا تلاش کرتا ہے تو اسے مریض کی علامتیں بہت سی دوائیوں میں نظر آتی ہیں اور وہ ان میں سے ایک دوا منتخب کرنے میں ناکام رہ جاتا ہے اور نتیجہ وہ یہ تمام دوائیں مرکب کی شکل میں اکٹھی دے دیتا ہے۔ جس سے کبھی تو کامیابی ہو جاتی ہے اور کبھی ناکامی۔ یہ مشکل دراصل دوا منتخب کرنے کے قوانین اور علامات کے درجات اور ان کی اہمیت نہ جاننے کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ علامات کی دراصل تین قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ عمومی علامات

۲۔ مشترکہ علامات

۳۔ محدود علامات

آیئے علامات کی ان تینوں قسموں کو اچھی طرح سمجھ لیں تاکہ آئندہ مریض کی علامات کے مطابق ایک دوا چن کر اللہ کے فضل سے شاندار نتائج حاصل کریں۔ ہومیوپیتھی تو دراصل قانون قدرت ہے جس کے صحیح استعمال سے آپ مریضوں کو حیران کن فوائد پہنچا سکتے ہیں۔

عمومی علامات

عمومی علامات تمام مریض پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ مریض کے کسی خاص حصہ تک محدود نہیں ہوتیں۔ یہ عمومی علامات ہی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ہم کئی دواؤں میں سے ایک دوا منتخب کرسکتے ہیں۔ تمام ذہنی علامات عمومی علامات ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ پورے انسان کا اظہار ہوتی ہیں۔ خوف، غم، غصہ، نفرت وغیرہ جیسی کیفیات پورے انسان کا اظہار ہوتی ہیں۔ یوں نہیں ہوتا کہ خوف صرف ہاتھوں کو محسوس ہو یا غم صرف پاؤں میں محسوس ہو بلکہ یہ کیفیات تو انسان کا سارا وجود محسوس کرتا ہے اور مریض کے کسی ایک حصہ تک محدود نہیں ہوتیں۔

اسی طرح اگر درد کا احساس مثلاً صرف ہاتھ تک محدود ہے تو یہ ایک محدود علامت ہے نہ کہ عمومی۔ البتہ درد کا احساس اگر پورے جسم میں ہے تو یہ ایک عمومی علامت ہے اور دوا تجویز کرنے کے لئے بہت اہم تصور ہوگی۔

مشترکہ علامات

یہ وہ علامات ہوتی ہیں جو ایک بیماری میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ مثلاً خسرہ کے مختلف کیسوں میں دانوں کا پایا جانا ایک عام سی بات ہے اور خسرہ کے اکثر کیسوں کی یہ ایک مشترکہ علامت ہے۔ اگر خسرہ کے کیس میں دانے نہ نکلیں تو یہ عجیب بات ہوگی اور ہومیوپیتھک دوا تجویز کرنے کے لئے ایک اہم علامت بن جائے گی۔ غرض وہ علامات جو ایک بیماری کے مختلف کیسوں میں مشترک ہوتی ہیں اور اس بیماری کا ایک عام اظہار سمجھی جاتی ہیں انہیں ہم مشترکہ علامات کہتے ہیں اور ایک بیماری میں یہ عموماً متوقع ہوتی ہیں۔ اب ہم مضمون کے زیادہ اہم

حصہ کی طرف آتے ہیں جس سے مندرجہ بالا بحث کی وضاحت ہو جائے گی۔

ایک "مشترکہ علامت" بظاہر "عمومی علامت" بھی ہو سکتی ہے اور سارے مریض پر پہلی نظر آسکتی ہے مگر اس کی بنا پر ہم ایک ہومیوپیتھک دوا تجویز نہیں کرسکتے کیونکہ مشترکہ علامات ایک بیماری کا عمومی اظہار ہوتی ہیں جب کہ ہم تو ایک بیماری میں مریض کے عمومی اظہار کی تلاش میں ہوتے ہیں نہ کہ بیماری کے۔ اور یہ وہ علامات ہوتی ہیں جو اس مریض کے کیس کو اس بیماری کے دوسرے کیسوں سے مختلف کرتی ہیں۔

مثلاً شدید بخار میں پیاس لگنا ایک عام سی بات ہے اور ہمیں اسی بات کی توقع ہوتی ہے کہ تیز بخار میں مریض پانی مانگے گا۔ یہ بات عام طور پر تیز بخار کے مختلف کیسوں میں مشترک ہوتی ہے اس لئے مشترکہ علامت کہلائے گی لیکن اس کے برعکس شدید بخار میں اگر پیاس سرے سے غائب ہو تو یہ ایک عجیب بات ہوگی اور یہ وہ علامت ایک ہومیوپیتھ کی توجہ فوراً اپنی طرف کھینچے گی۔ یہ ایک ایسی علامت ہوگی جو اس مریض کے بخار کے کیس عام طور پر ہونے والے دوسرے کیسوں سے مختلف کرنے والی ہوگی۔ حاصل بحث یہ کہ ایک علامت حقیقت میں ایک "عمومی علامات" اسی وقت ہوگی جب وہ تمام مریض پر محیط ہونے کے ساتھ عجیب بھی ہو۔ یعنی اس طرح کے کیسوں میں عام طور پر نہ پائی جاتی ہو۔

محدود علامات

کلینک میں مریض عموماً محدود علامات ہی بتانے آتے ہیں۔ لیکن ایک ہومیوپیتھک نسخہ تجویز کرنے کے لئے یہ سب سے کم اہمیت رکھتی ہیں اور ہم دوا منتخب کرنے کے لئے ان پر بنا نہیں کرسکتے۔ محدود علامات وہ ہوتی ہیں جو مریض کے کسی ایک حصہ تک محدود ہوتی ہیں نہ کہ پورے مریض کا اظہار۔

مثلاً سر درد ایک محدود علامت ہے۔ معدہ کی خرابی ایک محدود علامت ہے۔ ہاتھ پاؤں جلنا بھی ایک محدود علامات ہے۔ اگر مریض کی دس محدود علامات بھی ایک دوا میں پائی جائیں تو وہ دوا ہم اس وقت تک مریض کو نہیں دے سکتے جب تک کہ مریض کی عمومی علامات بھی اس دوا میں نہ مل جائیں۔ دوسری مشکل جو ہومیوپیتھ حضرات کو محدود علامات کے سلسلہ میں پیش آتی ہے وہ دواؤں کو محدود علامات پر چسپاں کرنے کے باعث ہوتی ہے۔ مثلاً ایک مریض اپنی تکلیف بیان کرتا ہے کہ جب وہ بازو ہلاتا ہے تو درد محسوس کرتا ہے۔ اب ایک مبتدی کے ذہن میں فوراً "برائی اونیا" ہوگی۔ کیونکہ اس دوا میں حرکت کرنے سے تکلیف بڑھنے کی علامات معروف ہیں۔ حالانکہ برائی اونیا میں یہ علامات عمومی ہوتی ہے اس میں سارے مریض کی تکلیف حرکت سے بڑھتی ہے جب کہ مذکورہ بالا مریض کے صرف بازو کی تکلیف حرکت سے بڑھتی ہے نہ کہ پورے مریض کی۔ مریض بذات خود ممکن ہے چلنے پھرنے سے بہتری محسوس کرتا ہو جو کہ ایک عمومی علامت ہے اور صرف بازو کو ہلانے سے تکالیف محسوس کرے تو اس مریض کی دوا برائی اونیا قطعاً نہیں ہے۔ اس لئے اسے صرف اسی ایک محدود علامت کی بنا پر برائی اونیا دینا غلطی ہوگی۔

قابل تقلید مجالس

جن مجالس کی طرف سے تحریک جدید میں شمولیت کی 100% کی رپورٹس موصول ہوئی ہیں بغرض دعا مجالس کے نام پیش خدمت ہیں۔ یہ مجالس ضلع گجرات کی ہیں۔

1۔ تھال، 2۔ فتح پور، 3۔ عالمگڑھ، 4۔ کیسرانوالہ، 5۔ جلال پور جٹاں، 6۔ ترکھا، 7۔ ملک پور مرزا، 8۔ چک کالا

(مہتمم تحریک جدید)

(مدیر کے قلم سے)

☆ ◉ کراچی سے مدنان احمد صاحب کا مضمون موصول ہوا ہے "کشتی نوح تعلیمات کی روشنی میں" یہ مضمون کسی وقت شائع ہو جائے گا۔

☆ ◉ مسعود آباد فیصل آباد سے مکرم عطاء الغفار راشد صاحب نے مارچ کے رسالہ پر تبصرہ اور کئی امور پر گفتگو فرمائی ہے۔ فجزاھم اللہ خیرا۔ آپ کا مضمون "کیا آپ CA کی فیلڈ میں آنا چاہتے ہیں؟" مل گیا ہے۔

☆ ◉ مکرم اسامہ منظور صاحب نے دارالرحمت شرقی سے "باتیں واتیں" کے عنوان سے کچھ لکھ کر بھیجا ہے۔ وہ ہم نے مدیر صاحب تشحیذ الاذھان کی خدمت میں ارسال کر دیا ہے۔ ہم بھی منتظر ہوں گے کہ اچھا سا مضمون لکھیں جو کہ خدام کیلئے ہو۔

☆ ◉ مکرم حفیظ اقبال ساحر صاحب کی ایک نظم ناظم صاحب اشاعت ربوہ کی وساطت سے موصول ہوئی ہے۔ آزاد نظم ہے۔ ابھی تک اس کی سمجھ نہیں آئی۔ اور اگر سمجھ آئی ہے تو ان کی نظم کا آخری یہ مصرعہ کہ

ورنہ ساحر کہاں؟ اور کہاں شاعری

حفیظ اقبال صاحب ناراض نہ ہوں اور ہمیں اور اچھی اچھی نظمیں ارسال کریں۔ شکریہ

☆ ◉ مکرم بشیر احمد صاحب زاہد راولپنڈی سے اپنے ایک مضمون کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ انہیں واپس ارسال کر دیا جائے۔ یہ مضمون جو کہ ہم کسی وجہ سے شائع نہیں کر سکتے تھے آپ کو ارسال کیا جا رہا ہے۔

قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے مضمون کی فوٹو کاپی اپنے پاس محفوظ کر لیا کریں کیونکہ ہر ایک کو تو مضمون واپس کرنا ممکن نہیں ہو گا۔

☆ ◉ مکرم مجاہد احمد صاحب ثاقب نے ۲۷ ج ب فیصل آباد سے ایک مضمون بھیجا ہے جو کہ شائع نہیں ہو سکتا۔ آپ ایسے مضمون لکھ کر بھیجیں جو کہ احمدی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ہوں یا معلومات پر مبنی ہوں اور مستند کتب سے استفادہ کر کے لکھیں۔

☆ ◉ اسلام آباد پاکستان سے مکرم مودود احمد صاحب ریحان نے رسالہ خالد پر تبصرہ ارسال کیا ہے۔ اس طرح آپ نے مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کے مضمون "تازہ بستیاں آباد" کو بے حد پسند کیا ہے اور پروازی صاحب کی تحریر کو اتنا پسند کیا ہے کہ وہ تو پروازی صاحب کی آپ بیتی پڑھنے کیلئے بے چین ہیں اور یہ فرمائش کر رہے ہیں کہ پروازی صاحب کے بارے میں ان کا تعارف اور ان کی تخلیقات کے بارے میں لکھیں۔

تو جناب مودود صاحب آپ کی پسند کا شکریہ اور آپ کی فرمائش اور پروازی صاحب کے مضمون کی مبارکباد دونوں ہم اس کالم کے توسط سے محترم پروازی صاحب تک پہنچا رہے ہیں۔

☆ ◉ مکرم مصور احمد صاحب کراچی سے "تعاونو اعلی البر و التقویٰ" پر مضمون بھیج رہے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ باری آنے پر شائع کر دیا جائے گا۔

☆ ◉ مکرم برکت اللہ ملک صاحب نے ربوہ سے دسمبر 96ء کے شمارہ پر تبصرہ کا خط لکھا ہے۔

محترم ملک صاحب کے تبصرہ کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں مفید تبصرے سے نوازتے رہیں گے۔

☆ ◉ صادق پور سندھ سے مکرم عبدالسلام عارف صاحب نے دو غزلیں ارسال کی ہیں۔ پہلی غزل کچھ اس طرح ہے۔

ان سے مل کر مجھے خوشی ہو گی
ان کی آنکھوں میں بھی نمی ہو گی
پھر سے تجدید عہد کر لیں گے
چاھتوں میں نہ کچھ کمی ہو گی
آنکھوں آنکھوں میں بات کر لیں گے
اور بڑھے گی جو تشنگی ہو گی

☆ ◉ ہومیو پیتھی کے متعلق مکرم وقار منظور بسراء صاحب کا ایک مضمون موصول ہوا ہے جو کہ اسی شمارے میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

☆ ◉ مکرم مرزا نعیم احمد صاحب نے فیصل آباد سے منظوم کلام ارسال کیا ہے۔ ہماری ان سے درخواست ہے کہ ابھی مزید محنت کریں اور کسی دوسرے شاعر سے مشورہ و اصلاح لے لیا کریں۔ شاعری میں وزن اور مضمون دونوں بنیادی معیار ہیں۔

☆ ◉ محترم محمود مجیب اصغر صاحب رسالہ خالد کے مستقل مضمون نگاروں میں سے ہیں آپ کے مضمون کی اقساط موصول ہو رہی ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

☆ ◉ محمد آصف بیگ صاحب ایم۔ کام۔ رحمان پورہ لاہور سے مضمون ارسال کرتے ہیں "نوبل انعام کا آغاز" کسی وقت شائع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

☆ ◉ شاہد پرویز صاحب لیہ سے خط لکھتے ہیں اور کچھ تجویز بھی لکھی ہیں۔ رپورٹس والی تجویز پر توفی الحال عمل کرنا ممکن نہیں حالات کے باعث۔ دوسری تجویز بلکہ ایک ضروری بات کی طرف توجہ دلائی ہے جو کہ دراصل ہماری کوتاہی کی وجہ سے کچھ عرصہ سے ایسا ہو رہا تھا۔ مارچ کے شمارہ کو دیکھا ہو گا اس کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ اور حضرت مصلح موعود کا ماٹو "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں" دوبارہ لکھا جا رہا ہے۔ اس طرف توجہ دلانے کا بہت بہت شکریہ۔ فجزاکم اللہ خیرا۔

☆ ◉ فاروق احمد صاحب نے حیدر آباد سے پنجابی نظم ارسال کی ہے۔

ہن آ جاؤ آقا وطناں نوں
ساڈیاں ترسن اکھیاں ویکھن نوں

آپ نے بہت محبت کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ فاروق صاحب یہ تو درست ہے کہ ہم دعا گو ہیں کہ خدا تعالیٰ فاتحانہ شان میں معجزانہ طور پر حضور کو وطن واپس لائے۔ اور انشاء اللہ ایسا ہو گا۔ "بس دیر ہے کل یا پرسوں کی"۔ البتہ خدا تعالیٰ کے اس احسان کو بھی یاد رکھیں اور قدر کی نگاہ سے دیکھیں جو کہ MTA کی صورت میں چوبیس گھنٹے حضور کو دنیا بھر کے گھر گھر میں لے آیا ہے۔ MTA سے استفادہ کر کے ہم اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا سکتے ہیں اب تو یہ ایک ملک یا ایک خطہ کی بات نہیں رہی۔ ساری دنیا کی بات ہے۔

☆ ◉ شکیل ارشد سحر صاحب متعلم گورنمنٹ کالج لاہور نے تین نظمیں ارسال کی ہیں۔ ایک نظم انگریزی میں "GOD" کے عنوان پر اور دو اردو غزلیں ہیں۔

درد دے کے مجھے وہ چھوڑ گیا
کہہ کے اپنا مجھے وہ چھوڑ گیا

امید ہے رسید ہی کافی ہوگی آپ کے کلام کی۔

☆ ◉ طاہر احمد صاحب ملک اسلام آباد سے "اسلامی ریاست کے سربراہ مملکت کا انتخاب اور احتساب" کے عنوان سے مضمون بھیجتے ہیں۔ اب اس مضمون کو کافی دیر ہو چکی ہے۔ بہرحال محنت سے مضمون لکھا ہے۔ البتہ کتب کے حوالہ جات ہوتے تو مستند ہو جاتا۔

☆ ◉ راشد متین احمد صاحب پشاور سے دو غزلیں ارسال کرتے ہیں۔

غم ہی دل کو راس بہت ہے
یہ دولت تو پاس بہت ہے
راشد انسان ڈھونڈ کے لاؤ
دنیا میں خناس بہت ہے

امید ہے کہ اب آپ کو رسالہ آپ کے تحریر کردہ پتہ پر مل رہا ہو گا۔

☆ ◉ نوید احمد نعیم صاحب نے کراچی سے سائنسی معلومات پر

مضمون ارسال کیا ہے۔ جو کہ اسی شمارے میں شائع ہو رہا ہے۔

☆ ⊙ کاشف بشیر صاحب نے فیصل آباد سے خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض پر ایک مضمون بھیجا ہے درخواست ہے کہ مزید محنت کر کے لکھیں۔

☆ ⊙ ملک عبدالمومن صاحب نے کراچی سے کرکٹ کے ریکارڈز ایک مضمون بھیجا ہے۔ مثلاً یہ کہ ون ڈے کرکٹ کا سب سے کم سکور ۴۳ رنز (پاکستان) کا اور سب سے زیادہ ۳۹۸ (سری لنکا) کا اور تیز ترین سینچری شاہد آفریدی (پاکستان) ۳۷ گیندوں پر' اور تیز ترین نصف سینچری جے سوریا (سری لنکا) نے ۱۷ گیندوں پر بنائی۔

☆ ⊙ عمران بدر ہاشمی صاحب نے دارالصدر غربی ربوہ سے "خدام احمدیت" کے عنوان سے نظم ارسال کی ہے۔ جو کہ "بخار دل" سے لی گئی ہے۔

خدمت ہو اور صداقت محنت ہو اور دیانت
ان خصلتوں کو حضرت ہم میں رچا رہے ہیں

☆ ⊙ قمر احمد صاحب محمود نے ربوہ سے دو مضامین ارسال کئے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ایسے مضامین کسی قابل مستند ڈاکٹر کے باقاعدہ حوالے کے ساتھ آئیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

☆ ⊙ مبشر احمد صاحب بسراء ربوہ سے ایک طنز و مزاح پر مبنی تحریر ارسال کرتے ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ مزید بہتر بنا کر ارسال کریں۔

☆ ⊙ لاہور سے مکرم ڈاکٹر فضل احمد ناصر صاحب کا خط ملا ہے۔ آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ مضامین ایک ہی دفعہ اکٹھے ارسال کر دیں تو بہتر ہوگا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

☆ ⊙ محمد احمد شاہد صاحب نے ربوہ سے اقوال زریں ارسال کئے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے بیان فرمودہ ہیں۔ بے شک یہ اقوال آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ زندگی کو روشن کرنے کیلئے یہ روشنی کے مینار ہیں۔ البتہ درخواست ہے کہ ان فقرات کا حوالہ دینا ضروری ہے کہ کس کتاب یا کس اخبار میں یہ خطبہ یا مضمون یا تحریر شائع ہوئی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ آپ یا جو بھی ہمیں تحریر ارسال کرے تو حوالہ دینا نہ بھولیں گے۔ جزاکم اللہ خیراً۔

☆ ⊙ آصف محمود باسط صاحب ربوہ کا ایک مضمون نائب ایڈیٹر صاحب الفضل نے ادارہ خالد کو ارسال کر دیا ہے۔ یہ مضمون فی الحال شائع نہیں کیا جا سکتا۔ امید ہے کہ آصف صاحب مزید کوئی تحریر ضرور ہمیں بھیجیں گے۔ شکریہ جزاکم اللہ

☆ ⊙ اسلام آباد سے انتصار احمد ازکی صاحب کا مضمون موصول ہوا ہے۔ "پاکیزگی اعمال اور جماعتی اتحاد کو ترقی دینے کا گر" آپ کا یہ مضمون انشاء اللہ کسی وقت شائع ہو سکتا ہے۔ انتظار فرمائیں۔

☆ ⊙ شہباز احمد صاحب نے کراچی سے ایک طویل نظم ارسال کی ہے۔ اتنی لمبی نظم کا شائع ہونا سردست مشکل ہے۔ کوئی چھوٹی موٹی نظم بھیجیں تو پھر دیکھیں بھی۔ شکریہ۔

☆ ⊙ ساہیوال سے مکرم رانا مفیض الرحمن صاحب نے دو مضامین ارسال کئے۔ ہمیں افسوس ہے کہ یہ مضامین شائع نہیں ہو سکتے۔

☆ ⊙ ایک مضمون "واقعہ صلح حدیبیہ....." کے عنوان سے موصول ہوا ہے یہ مضمون کس کا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ معلوم نہیں۔ اور اس طرح بہت اچھا ہو تاکہ روایات کو مستند کتب سے چیک کرنے کے بعد ساتھ ان کا حوالہ بھی دیا جائے۔ تب تک ہم اس مضمون کو کیسے شائع کر سکتے ہیں!؟

☆ ⊙ ربوہ سے مظفر احمد صاحب چوہدری کے دو مضامین موصول ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ شائع ہو جائیں گے۔

☆ ⊙ استاذی المکرم حافظ مظفر احمد صاحب کا ایک مضمون حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی سیرت پر موصول ہوا ہے جو کہ اسی شمارہ میں شائع ہو رہا ہے۔

☆ ⊙ مبارک احمد معین صاحب نے نصرت آباد سندھ سے ایک مضمون ارسال کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ شاید اسی شمارے میں شائع ہو جائے۔

☆ ⊙ انور ندیم علوی صاحب نے خط لکھا ہے اور ساتھ ایک غزل ہے جس کے کچھ اشعار یوں ہیں۔

اس در و دیوار کو ہے خوشبوؤں سے بھر گیا
وہ بہاروں کو مرے گھر کا نگہبان کر گیا
کاغذی ہیں پھول باہر تتلیاں بے رنگ ہیں

راز جا کر ہے کھلا اب' لوٹ کر میں گھر گیا

☆ ◉ سید نادر سیدین صاحب نے اسلام آباد سے "دنیا کے قدیم پرندوں" پر کچھ لکھ کر بھیجا ہے۔ سید نادر صاحب! اس عنوان پر ایک ورق کا مضمون تو بہت ہی مختصر ہے۔ کچھ تفصیل تو بیان کریں۔

☆ ◉ ایک شہزاد صاحب ہیں چھٹی کلاس میں پڑھتے ہیں اور اسلام آباد میں رہتے ہیں۔ انہوں نے ستاروں کے متعلق مضمون لکھا ہے جو کہ ہم تشحیذ الاذہان کے مدیر صاحب کو بھیج رہے ہیں۔

ویسے شہزاد صاحب! کافی اچھا مضمون ہے۔ جس جس کتاب سے مدد لی تھی ان کے نام بھی ریفرنس کے طور پر لکھ دیتے تو اچھا تھا۔

☆ ◉ استاذی المکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب نے ذکر الٰہی پر ایک مبسوط مقالہ لکھ کر بھجوایا ہے جس کو انشاء اللہ ہم کسی قریبی اشاعت میں شائع کریں گے

☆ ◉ محمد محمود مودی صاحب قائد مجلس نارتھ کراچی کے توسط سے ملک عبدالمومن صاحب کے دو مضامین موصول ہوئے ہیں۔ ایک مضمون تو ہے "اہمیت مطالعہ کتب اور حضرت خلیفہ المسیح الثالث کے ارشادات" اور دوسرا ہے "فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام" ان کا کچھ حصہ انشاء اللہ شائع ہو جائے گا۔

☆ ◉ عاصم شہزاد نے اسلام آباد سے ایک مضمون ارسال کیا ہے یہ مضمون تشحیذ الاذہان کے مدیر صاحب کو بھیجا جا رہا ہے۔

اب جنوری فروری اور مارچ کے مہینوں میں ملنے والے خطوط اور مضامین کی رسیدگی قارئین تک پہنچا دی گئی ہے۔ مکرر کچھ گزارشات کرتا چلوں۔

ا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ عنقریب محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سوانح و سیرت پر "خالد" کا خاص شمارہ آرہا ہے اس ضمن میں آپ کی خدمت میں دعا کی بھی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مفید اور نافع الناس نمبر نکالنے کی توفیق بخشے اور دوسرا یہ کہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں اپنی تحریریں ۱۵ جون تک ہمیں ارسال کر دیں۔

۲۔ دوسرا امر یہ کہ آپ احباب کے جو مضامین موصول ہوئے ہیں اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ

ا۔ مضمون واپس ارسال نہیں کئے جاتے اس لئے اس کی فوٹو کاپی پہلے سے رکھ لیا کریں۔

۲۔ جس کتاب سے کوئی حوالہ لیں یا کسی رسالہ یا اخبار سے نقل کریں تو اس کا حوالہ ضرور دیں۔

۳۔ آپ جو مضمون ہمیں ارسال کریں تو یہ ذہن میں رکھیں کہ آپ کا مضمون دو مہینے سے پہلے کسی صورت میں نہیں آسکتا کیونکہ رسالہ تقریباً دو ماہ قبل تیار کر لیا جاتا ہے۔

۴۔ آپ احباب کا جب کوئی مضمون دفتر موصول ہوتا ہے تو مہتمم صاحب اشاعت کی طرف سے دفتر کی معرفت آپ کو جواب دیا جاتا ہے جو کہ دراصل آپ کے خط یا مضمون کی رسیدگی کی اطلاع ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اب وہ تحریر ضرور ہی شائع ہوگی۔ آپ کے مضمون کے بارے میں اطلاع کہ وہ قابل اشاعت ہے کہ نہیں وہ مدیر کی طرف سے الگ خط میں یا اس کالم کے ذریعہ آپ کو دی جاتی ہے۔ اب آئندہ ماہ کے لئے خدا حافظ۔

☆ ◉ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سوانح پر خصوصی نمبر کا اعلان تو نے اپریل کے شمارے میں پڑھ لیا ہوگا۔ اب آپ قارئین سے التماس ہے دعا کی اور تعاون کی۔

بقیہ از صفحہ...... 4

میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ ۶-۷ روحانی خزائن جلد جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

رپورٹ

چوتھے سالانہ علمی مقابلہ جات

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ــــ ۱۱ تا ۱۳ اپریل ۱۹۹۷ء

(مکرم عبد السمیع خان صاحب۔ ناظم اعلیٰ)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام چوتھے سالانہ علمی مقابلہ جات ۱۱ تا ۱۳ اپریل ۹۷ء ایوان محمود ربوہ میں بخیرو خوبی منعقد ہوئے۔ الحمدللہ علی ذلک

حاضری

امسال ان مقابلوں میں ۳۰ اضلاع کی ۱۱۴ مجالس کے ۲۱۲ خدام نے شرکت کی اور اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔ اکثر مقامات سے خدام اپنے ضلعی مقابلہ جات سے منتخب ہو کر آئے تھے۔ اس طرح خدام کا علمی معیار مسلسل ترقی پذیر ہے۔

نصاب

۱۹۹۴ء میں چار علمی مقابلے منعقد ہوئے۔ ۱۹۹۵ء میں چھ 1996ء میں دس اور امسال گیارہ مقابلے ہوئے۔ ۱۰ مقابلے ضلعی نمائندگی کی بنیاد پر ہوئے جن میں ہر ضلع سے تین تین خدام شرکت کر سکتے تھے۔ تقریری مقابلہ معیار خاص علاقائی نمائندگی کی بنیاد پر ہوا جس میں ہر علاقہ سے ایک ایک خادم نے شرکت کی۔ ۱۰ میں سے سات مقابلے انفرادی اور دو ٹیموں کی شکل میں تھے ان کا نصاب درج ذیل ہے۔

۱۔ تلاوت:۔ سورہ الحشر کا آخری رکوع

۲۔ نظم:۔ (از درثمین) کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا

(از کلام طاہر) وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو

۳۔ تقریر اردو:۔ انسان کامل ؐ، اطاعت، انکساری وقت ۳ تا ۴ منٹ

۴۔ تقریر انگریزی:۔

1-Blessings of Khilafat

2-Sir Mohammad Zafrullah Khan

3-My Aim is Life

وقت تین سے چار منٹ

۵۔ مضمون نویسی:۔ سیرت حضرت خلیفہ المسیح الاول یا جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن وقت ۴۰ منٹ

۶۔ خطبات امام:۔ حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات پر مشتمل کوئز پروگرام۔ ستمبر تا دسمبر 1996ء

۷۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود:۔ فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام (روحانی خزائن جلد ۳)

۸۔ مرکزی امتحان:۔ ترجمہ قرآن پارہ نمبر ۲۳ از تفسیر صغیر مع نوٹس حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر ۴۰۵ تا ۴۵۵، "ایام الصلح" "البلاغ" "مذہب کے نام پر خون" "دستور اساسی خدام الاحمدیہ"

۹۔ تقریری مقابلہ معیار خاص:۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلو ہر علاقہ کیلئے سیرت کا ایک پہلو معین کیا گیا۔ وقت ۴ تا ۵ منٹ

۱۰۔ معلومات (اجتماعی): "سیرت خاتم النبیین" جلد اول، الفضل یکم ستمبر تا ۳۰ نومبر ۹۶ء، عام دینی معلومات

۱۱۔ بیت بازی (اجتماعی): درثمین، کلام محمود، کلام طاہر، درعدن کے اشعار

ان مقابلہ جات کا نصاب گزشتہ علمی ریلی کے بعد مارچ ۹۶ء میں مرتب کر کے بھجوا دیا گیا تھا تاکہ خدام دوران سال اس کی تیاری کرتے رہیں اور ضلعی اور علاقائی اجتماعات کے مقابلے اسی کے مطابق ہوں۔

شرکت کا جائزہ

ان مقابلہ جات میں خدام نے جس تعداد میں شرکت کی اس کا جائزہ درج ذیل ہے۔

تلاوت ۷۴، نظم ۴۹، تقریر اردو ۷۳، تقریر انگریزی ۱۹، معلومات ۳۳، بیت بازی ۳۹، مرکزی امتحان ۲۰، مضمون نویسی ۲۸، مطالعہ کتب ۲۴، خطبات امام ۱۵، تقریر معیار خاص ۸

مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والے خدام کی فہرست آخر پر درج کر دی گئی ہے۔

انتظامیہ

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ان مقابلہ جات کیلئے مندرجہ ذیل انتظامیہ کی منظوری عطا فرمائی۔

ناظم اعلیٰ:۔ خاکسار عبدالسمیع خان
نائب ناظم اعلیٰ:۔ مکرم شمشاد احمد قمر صاحب
ناظم رابطہ: مکرم حافظ عبدالاعلی صاحب
ناظم مقابلہ جات: مکرم نصیر احمد صاحب انجم
ناظم رجسٹریشن: مکرم مبشر احمد صاحب ایاز
ناظم طعام: مکرم خلیل احمد تنویر صاحب
ناظم تربیت و رہائش: مکرم قمر احمد کوثر صاحب
ناظم نظم و ضبط:۔ مکرم عبدالحلیم سحر صاحب
ناظم سٹیج، تزئین ہال، انعامات، اشاعت: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب
ایڈیشنل:۔ مکرم فخرالحق شمس صاحب
ناظم روشنی:۔ مکرم حافظ حفیظ الرحمان صاحب
ناظم صفائی: مکرم انتصار احمد نذر صاحب
ناظم سمعی بصری: مکرم سلیم الدین صاحب
ناظم حاضری نگرانی: مکرم منصور احمد ناصر صاحب
ناظم طبی امداد: ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ناظم مہمان نوازی: مکرم ظفراللہ خان طاہر صاحب

سکیمیں اور بجٹ

تمام ناظمین کو گزشتہ سال کی سکیمیں فراہم کر کے بہتر تجاویز کے ساتھ نئی سکیمیں طلب کی گئی اور پھر مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ان پر غور کر کے منظوری دی گئی۔ صدر محترم نے مناسب ہدایات

دیں جو سکیموں میں شامل کر لی گئیں۔ ان سکیموں کی روشنی میں تمام ناظمین نے اپنے اپنے شعبوں کا بجٹ تجویز کیا۔ مجلس عاملہ کی محاسبہ کمیٹی نے اس پر غور کر کے مرکزی مجلس عاملہ میں پیش کیا اور غور و فکر کر کے منظور دی گئی۔

ڈیوٹیوں کا معائنہ

سالانہ جلسہ کی روایت کے مطابق تمام کارکنان کی ایک میٹنگ ۹ اپریل ۹۷ء کو منعقد ہوئی جس سے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے خطاب فرمایا اور ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔

اپنے خطاب میں مکرم صدر صاحب نے حضرت مصلح موعود کے دس ارشادات پیش کر کے ان پر عمل کی تلقین فرمائی۔ ۱۱/ اپریل کو افتتاح سے چند گھنٹے قبل مکرم نائب صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے خاکسار کے ساتھ تمام شعبوں کے انتظامات کا موقع پر معائنہ کیا۔ مکرم نائب صدر صاحب نے ہدایات دیں اور انتظامات پر اطمینان کا اظہار کیا۔

افتتاحی تقریب

۱۱ اپریل ۹۷ء بروز جمعہ سہ پہر ۴ بجے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے افتتاحی خطاب فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔ ان کے خطاب سے قبل خاکسار نے تعارفی رپورٹ پیش کی اس تقریب میں خدام، منتظمین اور بزرگان سلسلہ نے شرکت کی۔

مقابلہ جات کی ترتیب

افتتاحی تقریب کے بعد خدام نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا براہ راست خطبہ جمعہ اور ملاقات پروگرام دیکھا۔ رات ۸ بجے مقابلے شروع ہوئے۔ اس رات مندرجہ ذیل مقابلے ہوئے۔

تلاوت، نظم، مطالعہ کتب (ابتدائی)، دینی معلومات (ابتدائی)، مضمون نویسی

12 اپریل کو مندرجہ ذیل مقابلے ہوئے۔

خطباب امام (ابتدائی)، بیت بازی (ابتدائی)، مطالعہ کتب (فائنل)، خطبات امام (فائنل) دینی معلومات (فائنل)، تقریر اردو، انگریزی، مرکزی امتحان، بیت بازی (فائنل)

13 اپریل کو صبح معیار خاص کا تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔

ان تمام مقابلہ جات میں جید علماء اور بزرگان تشریف لا کر منصفین کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

انتظامات

خدام کے قیام و طعام اور نمازوں کا انتظام ایوان محمود کے احاطہ میں ہی تھا۔ نماز فجر کے بعد درس کا اہتمام کیا گیا اور تربیتی امور پر نظر رکھی گئی۔ خدام کی سہولت کیلئے ضروری اعلانات نوٹس بورڈ پر آویزاں کئے جاتے رہے۔ نیز ایک ہدایت نامہ مرتب کر کے تمام خدام کو دیا گیا تھا۔ ابتدائی طبی امداد کیلئے ایک دفتر قائم کیا گیا تھا جس سے ضروری ادویہ فراہم کی جاتی رہیں۔

تمام اہم پروگراموں کی ریکارڈنگ ایم ٹی اے اور خدام الاحمدیہ کے شعبہ سمعی بصری کے تعاون سے کی گئی۔ دفتر رجسٹریشن نے تمام شریک خدام کے ضروری کوائف ایک مطبوعہ کوائف فارم پر حاصل کئے اور سب کو دیدہ زیب سند شرکت جاری کی۔

ان تمام انتظامات کے بخیر و خوبی سرانجام پانے کیلئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں خصوصی دعا کیلئے درخواست کی گئی۔ نیز ۱۰ اپریل کو ایک بکرا بطور صدقہ بھی ذبح کیا گیا۔

مقابلہ جات کے دوسرے دن شرکاء خدام کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا جس میں منصفین اور بزرگان سلسلہ نے بھی شرکت فرمائی۔

اختتامی تقریب

۱۳ اپریل بروز اتوار ساڑھے دس بجے قبل دوپہر اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد ناظم اعلیٰ نے رپورٹ پیش کی اور مہمان خصوصی کا تعارف کروایا اور ان کی خدمات دینیہ کا مختصر جائزہ پیش کیا۔

بعد ازاں مہمان خصوصی نے امتیاز حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ انعامات قیمتی کتب کے علاوہ دلکش سندات امتیاز پر مشتمل تھے۔ تمام کتب پر ایک یادگاری سلپ چسپاں کی گئی تھی جس میں یہ ذکر تھا کہ یہ کتاب فلاں مقابلہ میں دی گئی ہے۔ سند امتیاز پر مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور ناظم اعلیٰ کے دستخط ثبت تھے۔

تقریب کے بعد مہمان خصوصی کے ساتھ انتظامیہ کی تصویر بنائی گئی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ خاکسار ان مقابلہ جات میں شرکت کرنے والے تمام خدام، قائدین اضلاع و علاقہ مختلف فرائض سرانجام دینے والے کارکنان اور منصفین کا شکر گزار ہے جن کی مجموعی محنت اور دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ ہمیں اس سے بہتر پروگرام منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فہرست انعامات

تلاوت قرآن کریم:۔

اول: مکرم عبد الروف طارق صاحب ربوہ

دوم: سمیع اللہ ضیاء صاحب ربوہ

سوم: ذاکر مسلم بٹ صاحب کراچی

حوصلہ افزائی: محمد اکرم بھٹی صاحب ربوہ

نظم

اول: فرحت علی صاحب ربوہ

دوم ناصر جاوید صاحب حافظ آباد

سوم: عبد الخالق محسن فاروقی صاحب لاہور

حوصلہ افزائی: نور اللہ صاحب کوئٹہ

تقریر اردو

اول: احمد صفی اللہ صاحب کراچی

دوم: رضوان احمد افضل صاحب ربوہ

سوم: محمد اقبال شمس صاحب گوجرانوالہ

حوصلہ افزائی: خالد احمد بلوچ صاحب میرپور خاص

مقابلہ تقریر انگریزی

اول: مکرم نادر محمود صاحب ربوہ

دوم: مکرم احمد طاہر شیراز صاحب شیخوپورہ

سوم: مکرم شیراز احمد جمیل صاحب کراچی

حوصلہ افزائی: مکرم سلطان احمد صاحب لاہور

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اول: مکرم شہباز احمد صاحب کراچی

دوم: مکرم شیخ آدم سعید صاحب کراچی

سوم: میاں محمد اشرف صاحب جنجوعہ حافظ آباد

حوصلہ افزائی: مکرم نعیم احمد صاحب طاہر حافظ آباد

مقابلہ خطبات امام

اول: مکرم نعیم احمد صاحب باجوہ ربوہ

دوم: مکرم امتیاز احسن خورشید صاحب کراچی

سوم: مکرم ناصر محمود صاحب ربوہ

حوصلہ افزائی: مکرم محمد اقبال شمس صاحب گوجرانوالہ

مقابلہ مضمون نویسی

اول: مکرم احمد صفی اللہ صاحب کراچی

دوم: مکرم ملک عمران احمد صاحب گوجرانوالہ

سوم: مکرم عطاء القدوس صاحب لاہور

حوصلہ افزائی: مکرم عطاء القدوس صاحب طاہر حیدر آباد

مرکزی امتحان

اول: مکرم کلیم احمد صاحب کشمیری ربوہ

دوم: مکرم نصیر احمد شریف صاحب حافظ آباد

سوم: مکرم مبارک احمد معین صاحب ربوہ

حوصلہ افزائی: مکرم ارشد محمود صاحب گوجرانوالہ

مقابلہ معلومات (اجتماعی)

اول: مکرم طیب رسول صاحب، مکرم طارق مجوکہ صاحب، مکرم سہیل مجوکہ صاحب سرگودھا

دوم: مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب، مکرم نادر محمود صاحب، مکرم انیس احمد ندیم صاحب ربوہ

سوم: مکرم ذاکر مسلم صاحب بٹ، شیراز جمیل صاحب، ثاقب کامران صاحب کراچی

بیت بازی اجتماعی

اول: مکرم طارق محمود صاحب، مکرم جمیل احمد طاہر صاحب، مکرم رضوان احمد افضل صاحب ربوہ

دوم: مکرم ذیشان احمد صاحب، مکرم محبوب احمد ریحان صاحب، مکرم ذاکر مسلم بٹ صاحب کراچی

سوم: مکرم میر تنویر احمد صاحب، مکرم میر ندیم الرشید صاحب، مکرم میر آصف اقبال صاحب گوجرانوالہ

مقابلہ تقریر معیار خاص

اول: مکرم ڈاکٹر فرید احمد صاحب علاقہ کراچی

دوم: مکرم رانا منصور احمد صاحب علاقہ گوجرانوالہ

سوم: مکرم علی عدنان صاحب علاقہ لاہور

حوصلہ افزائی: مکرم کاشف محمود صاحب علاقہ کوئٹہ

خصوصی انعامات

مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب حافظ آباد

مکرم عبدالحی صاحب ربوہ

مکرم ملک جواد احمد صاحب گوجرانوالہ

مکرم کاشف محمود صاحب کوئٹہ

بقیہ صفحہ 25 پر

تقریب شادی

مکرم فخر الحق صاحب شمس معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ابن مکرم حافظ مبین الحق صاحب شمس دارالعلوم وسطی ربوہ کی تقریب شادی ہمراہ مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری نثار احمد صاحب سراء رحمٰن کالونی ربوہ مورخہ 25 مارچ بروز منگل منعقد ہوئی۔ اگلے روز ایوان محمود میں تقریب ولیمہ میں چائے پیش کی گئی۔

یاد رہے کہ مکرم فخر الحق شمس صاحب کا نکاح مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ کے ساتھ مورخہ 4 اکتوبر بروز جمعہ المبارک مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے بیت المبارک میں پڑھایا۔ مکرم فخر الحق شمس صاحب مکرم و محترم محمد یامین صاحب تاجر کتب آف قادیان کے پوتے اور مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ مکرم و محترم چوہدری غلام محمد صاحب باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث..... کی نواسی ہیں۔

ادارہ اس موقع پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کی درخواست کرتا ہے کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت فرمائے اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔ آمین اللھم آمین

چوتھی سالانہ علمی ریلی ۱۹۹۷ء کے دو مناظر

مقابلہ کوئز خطبات امام میں شامل ہونے والے خدام

Monthly **Khalid** Rabwah

Regd. No. CPL-139 *Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz* May 1997

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی چوتھی سالانہ علمی ریلی کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر محترم عبدالسمیع خان صاحب ناظم اعلیٰ رپورٹ پیش کر رہے ہیں جبکہ سٹیج پر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور محترم نائب صدر صاحب تشریف فرما ہیں۔

انتظامیہ علمی ریلی ۱۹۹۷ء کا مہمانِ خصوصی مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گروپ فوٹو